

# المُنتَهٰى

شَعْبَانُ الْمُعَظَّمِ سَـ۝ ١٣١٥ هـ

خُصُوصي شَهَارَة



يَا صَاحِبَ الزَّمَانَ  
الْفَيَاث... الْفَيَاث...



رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ: "إِنِّي نَذَرْتُ فِيْكُمُ الشَّقَاءِ: كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي"۔" یعنی میں تمہارے درمیان دو گواہ قیمت امانت، قرآن اور اپنی عترت و ذریت کو چھوڑے جا رہا ہوں ۔۔۔ قرآن اور ارشادات مخصوص میں علیہم السلام کو شیعوں نے اپنا نظام نامہ زندگی اور دستور عمل قرار دیا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی بھی اور کسی دور میں بھی جدال نہ ہوں گے۔ جیسا کہ اسی فرمان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا تھا "لَنْ يَفْتَرِ قَاتِلٌ يَرِدَ أَعْلَى الْحَوْضِ" یعنی ہر گز ایک دوسرے سے جدال نہ ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن دونوں سماج ساتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حوض کو ثرپر دار دہوں گے ۔۔۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں "قرآن اور عترت" سے جدائی کا مطلب اسلام کو پارہ پارہ کر دینا ہو گا اور جب اسلام پار پارہ ہو جائے گا تو وہ "اسلام محمدی" نہ ہو گا بلکہ کوئی اور اسلام ہو گا۔

**شیعہ خاندانوں کیلئے نمونہ میں عمل**

شیعہ خاندانوں کے لئے نمونہ عمل کام کمزودہ خاندان ہے جو مرزا جوی و نزوں قرآن ہے جہاں خود بھی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتوں کی ہر وقت آمد و رفت رہتی تھی، وہ گھر ہے جس کھر میں تمام اسلام اور تسامی ایمان محفوظ تھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے خاندانہ اقدس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے کائنات بآپ کی حیثیت شیعوں کے لئے نمونہ عمل تھے شیعہ ماوں کے لئے معصومہ کوئین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مکمل نمونہ عمل تھیں، شیعہ اولاد کے لئے امام حسن، امام حسین اور جناب زینب کبریٰ نمونہ عمل اور علمامت ہیں۔ شیعوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ انہیں نمونوں کو یہیں لگا رکھ کر کران کی اقتدار اور پیروی میں زندگی بسکریں۔

شیعہ اسلام کے جملہ سیلوؤں کو مدلظہ رکھتا ہے لیکن دو باقوں میں دیگر فرق اسلامی سے پہچانا جاتا ہے:

**۱ عدالت:** شیعہ "عدل" کو اصول دین کا جزو تصور کرتا ہے اور انہیا علیہم السلام کی آمد کا مقصد عدل والاصاف کا قیام سمجھتا ہے اور اپنے آپکو انہیا علیہم السلام کا وارث گردانتے ہوئے عدل والاصاف کے احیاء اور اس کی بقا کا پیغمبر اسلام کی ذمہ داری جانتا ہے اور دنیا کو عالمگیر عدل والاصاف کی حکومت کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے تاکہ امام زمانہ علیہ السلام کے ذریعہ ایک عالمی حکومت تشکیل پا کر دنیا کی بے انصاف اور جبر و استبداد کا خاتمه ہو۔

**۲ امامت:** شیعوں کے نیادی نظریات و عقائد میں سے ایک عقیدہ امامت بھی ہے تاکہ انہیا علیہم السلام کی رسالت کا تسلسل "امامت" کے عنوان سے برقرار رہے۔ اس صورت سے کہ پیغمبر ان خدا کے نبوت و رسالت کے سلسلے کے منقطع اور ختم ہونے کے بعد ان کے ذریض اور خدا لی آئین و قوانین کا اجزاء اور نفاذ ایسے اشخاص کے ذریعہ ہو جو ہر ہبہ سے پیغمبر ان خدا کی شبیہ ہوں اور انہیا علیہم السلام کے طریقہ کار اور ان کی روشن کا سلسہ جاری و ساری رہے تاکہ انہیا کرام کا اهداف و مقصد اور ان کی زمینیں فرموشی اور تعطیل کا شکار نہ ہو جائے اور جو شخصیت ان عظیم فرائض کی ذمہ داری قبول کرتی ہے اور امامت کی رہبری و راہنمائی کے اس بھاری بوجہ کو پہنچ کا نہ ہوں پر اٹھا تاہے، "امام معصوم" ہوتا ہے اور وہی انہیا کرام علیہم السلام کی مانند "معصوم" اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ ایسی شخصیتوں میں سے اچ بھی ایک شخصیت اور آخری راہنماد پیشو امام حسن عسکری علیہ السلام کے دل بند حضرت امام مہدی، امام وقت، انہیا اور رامہ معصومین کے وارث موجود ہیں جو اپنے ظہور اور قیام والقلاب کے بعد عدل الہی کے قوانین کو زندگی نو عطا فرما تیں گے۔ ان حضرت کا عالمی قیام والقلاب جملہ انہیا علیہم السلام کے مقدوس قیام کی آخری کڑی ہو گا، جن کے پیغمبر مقدم کے لئے اچ بھی دنیا کی لگاہیں منتظر ہیں۔ ان دونوں نبیادی اصول (عدالت و امامت) کے پیش نظر شیعوں کی ذمہ داری ظاہر اور واضح ہو جاتی ہے کہ وہ کس طرح "امر بہوت و امامت" کی حفاظت کا عظیم فرائضہ اور سینگین بوجہ اپنے کا نہ ہوں پر اٹھا تاہے؛ اور کیسے عدل والاصاف کو رواج دینے اور ظلم و ستم سے دوری اختیار کرنے نیز امام زمانہ علیہ السلام کے قیام والقلاب کے لئے راہ ہموار کرنے کی ذمہ داری نہجا تاہے؟ ایک سچے شیعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام اور انسانیت کا دفاع ظلم و استبداد سے مٹک لینے اور عدل والاصاف کو عالم کرنے کیلئے ہر زمین کو زمین کر لیا اور ہر روز کو روز عاشورا جانتا ہے۔ کیونکہ وہ جہاں ایک جانب۔ امر امامت و رسالت کا حافظہ و پاسدار ہے، دوسری طرف احکام امامت و رسالت اور عدل والاصاف کے قیام کا ذمہ دار ہے۔ ایسی صورت میں کیا ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ہماری چھوٹی ہی غلطی ہمولی سی لغفرش اور ہمارا غیر اسلامی عمل ہمارے مکتب نکر اور اسلام پر ایسا بھر پور طبا نچھ ہو گا جس کی تلاشی و بھریائی ناممکن ہے؟

بنابرائیں یہیں ان حقائق کی طرف متوجہ رہنا لازم ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ ذمہ داریوں کا بوجھا پہنچ کر دیں، پہنچ اعمال اور کردار اور اپنی انسانی اور اسلامی روشن، عدل والاصاف تقویٰ و پرہیزگاری، بصیرت اور اسلامی نقطہ لگاہ، ازستا پاکمال و فضیلت کے اسلام کی عظمت بزرگی اور برتری کی حفاظت کریں اور بغیر اسلامی کردار کا منظہ رہ کر کے ملت شیعہ کے لئے تنگ و عارز نہیں۔

# جہالتی حکایت

اٹھوَ الَّا وَحْيٌ يُوحَى۔ (النَّجْم٢٣/٣)۔  
اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات لکھ لئتے ہیں (یا جو کچھ بیان کرئیں)  
یہ وحی ہے جو ان پر نازل ہوتی ہے؟

پیغمبر اسلام نے اپنے آخری جانشین کے بارے میں پوری وضاحت فرمائی  
ہے لہذا آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے قیامہ اور آپ کی شکل و شماں بیان  
کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

**قِيَافَةُ حَضَرَتِ الْمَهْدِيِّ عَنِ الرَّسُولِ (ص).**

**الْمَهْدِيُّ مِنْ أَجْلَى الْجَبَاهَةِ أَقْنَى الْأَنْفَ.**

«مہدی مجھ سے ہے، وہ کشادہ اور روشن پیشان اور بلند تر والا ہو گا۔»

مذکورہ حدیث کو صاحب منتخب الائٹ نے ششن ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۶۸  
کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس کتاب کا شمار صحابہ رستہ میں ہوتا ہے۔ اور حاکم  
ینشاپوری نے بھی اپنے اسناد سے المستدرک طبع حیدر آباد ۱۳۷۷ھ جلد ۲  
صفحہ ۵۵ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور نقل کے بعد یہ جملہ تحریر فرمایا: «هذا  
حدیث صَحِيحٌ يَعْلَمُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ يَعْلَمُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ» یہ صحیح حدیث ہے۔

**اَمَامُ مَهْدِيِّ كَوْكَبُ الدُّرِّي**

صاحب صواعق محرقة ابن حجر مکن نے طرفی کے حوالے سے حدیث نقل  
کی ہے: **عَنِ الرَّسُولِ: الْمَهْدِيُّ مِنْ وُلْدِيِّ وَجْهُهُ كَوْكَبُ الدُّرِّي**  
الدُّرِّي تھی۔ (التابع الجامع للاصول ۳۴۲/۵)

رسول اکرم ہم نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہو گا اور اس کا چہرہ چکتے  
ہوئے ستارہ کا ماندہ ہو گا۔

اسی طرح کی حدیث مولائے کائنات امیر المؤمنین علیہ السلام سے وارد ہوئی  
ہے اپنے فرمایا: **يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِيِّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ**  
**أَبْيَضَّ صَفَرَ كَوْكَبُ حُمْرَةٌ**۔

ایک شخص میری اولاد میں سے آخری زمانے میں ظہور کرے گا جس کا چہرہ  
چاند جیسا اور چھپوں جیسا ہو گا۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: **وَجْهُهُ كَوْكَبُ الدُّرِّي مُشْرِقٌ**  
**بِحُمْرَةٍ**۔ (الزام الناصب ۲۱۲/۱)

«ان کا چہرہ سرخ فام اور ستارے جیسا درختانہ ہے۔

امام محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت، شجوہ نسب، ظہور  
اور ان کی سرپر ایسی میں حکومت الٰہی کا قیام وغیرہ کے سلسلے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو خالزادہ رسالت کی معصوم ذات مقدسہ اور صحابہ کرام  
کی زبانی سُنّت کہ جہاں پر ایسے غیرے نعمتو خیرت کو مہدی تصور کیا جانے لگا اور  
پھر حاکم جور کے دل میں خوف اس طرح بیٹھ گیا کہ تخت سلطنت پر سیطت ہی اسے یہ  
فکر ہوتی کہ اگر مہدی کا سراغ مل جائے تو اسے تیخ کر کے اطینان کی سانس  
لیں۔ یہی سبب ہے کہ انہی معصومین علیہم السلام کی ہر فرد کو ہر قسم کے جبر و ظلم  
کا شکار ہونا پڑا اسی کے ساتھ ساتھ ان گفت ایسے لوگوں نے مہدی ہونے کے  
دھوکے کئے جن کے فاسق و فاجر ہونے میں کسی قسم کے شک کی تجھیش رکھتی  
لطف، تو یہی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام  
تک ہر معصوم نے موقع موقع مہدی علیہ السلام کے بارے میں اعضاً جسم سے لیکر  
معنوی و روحاںی عظمت واقتدار تک کی تصویر اور علامتیں یہاں تک کہ قبل  
ظہور اور بعد ظہور کے علامت اور حکومت الٰہی کی تھوڑی جھلک بھی پیش کر دی۔  
اسکی بنابر اوقتناً فوتاً جتنے بھی جھوٹے دعویٰواروں نے مہدویت کا دعویٰ کیا چند  
ہی دنوں میں ان کی مہدویت کا بھانڈا اس طرح پھوٹا کرو ہے حق پسندوں  
اور ایمانداروں کی نظر میں ذلیل و رسوایوں کو رکھ رکھے اور ان کا بھرم کھلا کر پھر  
بات بناۓ زبن سکی کیونکہ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اور انہی معصومین علیہم السلام کی احادیث کے ذریعہ امام مہدی کی پوشیدہ  
ولادت، عادات، وضائل، شکل و شماں اور اوصاف تجیدہ سے ہر حدی  
مہدویت کے عادات، اوصاف، خصائص اور شکل و شماں سے مطابقت کی تو وہ  
پورا نہ اتر انتیخاب ان کا ذباب مہدویوں کا بھرم کھل گیا۔

اس مضمون میں ہم امام مہدی علیہ السلام کے قیامہ اور شکل و شماں کو جائز  
کروشی میں تحریر کریں گے۔

**صَدِيقُ الرَّسُولِ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ**  
مسلمان عالم ایسے مطابق کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
زبان مبارک سے صادر ہوئے ہیں ان میں کوئی شک و شبہ نہیں کرتے اور نہیں  
لسے رد کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ہوتی ہے اور آپ اپنی جانب سے ہرگز کوئی بات نہیں ارشاد فرماتے۔ اس کی صفات  
قرآن نے یہ کہتے ہوئے دی ہے: - **وَمَا يَنْطَقُ عَنِ الْهَوَى**

رُنگِ رُنگِ عربی (گندم گوں) اور اس کا جسم، جسم اسرائیلی (جسمیں و بلند قامت) ہو گا۔" (منتخب الائٹر ۱۸۵ ص)

اس حدیث کو معقول رو دوبل کے ساتھ علمائے عامہ کی درجہ ذیل تابوں میں دیکھا جاسکتا ہے: نورالابصار باب ۲ ص ۱۵۲۔ اسعاف الراغبین باب ۳ ص ۱۳۵۔ تیایع المودہ ص ۴۶۹، البراءان فی علامات مہدی آخر الزمان اور کشف الغمہ وغیرہ۔

## امام مہدیؑ کی بیعت کرنے والے

امام مہدیؑ علیہ السلام کے اوصاف و شماہل بالخصوص حضرت کا حلیہ ان کی صورت و جسمت کا علم ہو جانے کے بعد صاحبان ایمان کے لئے گولی ڈھوندنا شہ ہو گی اور یہ لوگ اخپیں آسانی سے پہچان لیں گے اور ان حضرت کی بیعت کریں گے۔ اس مصنفوں کے خاتمہ پر ہم یا وران و الفصار امام زمان علیہ السلام کی ایک خاص صفت تحریر کر رہے ہیں اور وہ صفت یہ ہے کہ امام کے شیعہ ایک دل اور ہم خال ہوں گے اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ امام علیہ السلام کے منتظر ہوں گے۔

مولائے کائنات امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ایک خطبے میں امام عصر علیہ السلام کے یا وران کا تذکرہ کرتے ہوئے مکمل مفہوم یہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ایک منظر پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

**كَافِي اَنْطُرُ الِّيَهُمْ وَالرَّى وَاحِدُ وَالْقَدُّ  
وَاحِدُ وَالْجَمَالُ وَاحِدُ وَالْتِبَاسُ وَاحِدٌ !  
كَانَتِي اِيَّاطْلُبُونَ شَيْئًا مَنَاعَ مِنْهُمْ فَهُمْ  
مُتَحَبِّرُونَ فِي اَمْرِهِمْ - حَتَّى يَخْرُجَ الِّيَهُمْ  
مِنْ تَحْتِ يَسَارِ الْكَعْبَةِ فِي اَخْرِهِا رَجُلٌ اَشْبَهُ  
النَّاسِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْقًا وَحُسْنًا وَجَلَّا  
فَيَقُولُونَ اَنْتَ الْمَهْدِي ؟ فَيُجِيبُهُمْ وَيَقُولُ : اَنَا  
الْمَهْدِي . بَايْعُوا . (روزگار رحمانی ۳/۲۰۱۴ ص ۱۱۲)۔**

ترجمہ: گویا میں اپنی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ شب کے سب ایک رنگ اور ایک قدیمیں۔ ان کا جمال ایک ہے۔ گویا سب کے سب اپنے گشادہ کی نہیں میں ایک دل ہو کر ایک ہی سمت کی جانب روایاں دوں ہیں۔ اپنے امر میں یہ لوگ متین ہیں اور اپنے کاموں میں شتاباں، اکیک مرتبہ ایک مرد خانکعبہ کی دیوار کے آخری حصے سے خود اس کو گا اور علاقہ کبھر سے باہر نکلے گا جو سیرت و صورت میں، خلقت و اخلاق میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام اور نور الائٹر ۱۸۷ ص ۱۲۲)۔

اس کی بیعت کریں گے۔"

عزیزان کرام: ہماری غفلت، سستی اور کامی امام علیہ السلام کے ظہور کے وقت مکن ہے اپنیں ہچھانے میں مانع ہو جائے اس لئے پسے منتظر کا یہ فرضیہ ہے کہ ہر روز وہ اپنی محبت کے اظہار کے لئے امام علیہ السلام سے عہد و پیمان کرتا رہے جس کی روایتوں میں بڑی تاکید ملتی ہے۔ اس عہد و پیمان کی ضبطی کے لئے ہر روز صبح کی مناز کے بعد دعائے عہد پڑھ جو مقایع الجہان کے صفحہ ۵۳۹ (فارسی) اور صفحہ ۵۳۲ (اردو) پر درج ہے اور جس کا آغاز ان لفظوں سے ہوتا ہے: **اللَّهُمَّ رَبِّ النَّبُوَّ وَالْعَظَيْمُ... (باقی صفحہ ۶ پر)**

حضرت مہدی علیہ السلام کی صورت مبارک کے سلسلے میں امام صادقؑ فرماتے ہیں: "خوبصورت، گندم گوں اور چپولوں جیسا چہرہ ہو گا"

## بُرُّهَآپے میں جوان

امام مہدی علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے اس وقت ان حضرت کی عمر نہ جانے کیا ہو گی لیکن اس وقت ساری ہے گیرہ سوال سے ناہد گذر جکے ہیں یہی عمر آج کے اعتبار سے بڑی طولانی عمر ہے۔ اتنی طولانی عمر میں انسان بوڑھا ہی بکھاتا ہے لیکن روایتوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں اس کے برعکس پایا جاتا ہے۔ خاذان وحی و نبوت کے آٹھویں رخصبیر حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: "ان کی علامت یہ ہے کہ بڑھا ہے میں ان کا قیافہ جو انوں جیسا ہو گا یہاں تک کہ جب دیکھنے والا آپ کو دیکھے کانتو اخپیں چالیس سال یا اس سے کمتر سمجھے گا۔ اور ان کی نشان یہ ہے کہ مروف ایام ان پر اثر رکھے گا اور ان کی موت آنے تک ان پر بڑھا پا ظاہرہ نہ ہو گا" (منتخب الائٹر ۲۲۱ ص)

تذکرہ: غالباً اس حدیث میں جیسی حدیثوں سے سوچوں استفادہ کرتے ہوئے لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مہدی علیہ السلام ظہور کے وقت تقریباً چالیس سال کے ہوں گے لیعنی اپنے ظہور سے چالیس سال پہلے پیدا ہوں گے۔ یہ نظریہ بے بنیاد اور روایتوں کے خلاف ہے۔

## امام مہدیؑ کا بُرُّهَآپا مسلمانوں کیلئے امتحان

امام صادقؑ علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے بڑے امتحانوں میں سے ایک امتحان یہ ہے کہ جب ان کے صاحب الزمان بالکل فوجوں کی صورت میں ظاہر ہوں گے جبکہ وہ لوگ اخپیں بوڑھا تصور کرتے ہوں گے۔ (ان کی طولانی عمر کی وجہ سے) (منتخب الائٹر ۲۵۸۔ اعلام الوری ۷۷۔)

## چاند ساچھرہ اور کھنگریا لے بال

امام امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں: مہدیؑ کا لی آنکھیں چھکنگیاں بال، چاند ساچھرہ، کشادہ اور روشن پیشان، داہیں گاں پر ایک تل ہو گا۔

موحدین لمحتہ ہیں کہ امام رضا علیہ السلام تمام ائمہ علیہم السلام میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور اسی لئے عام مجتمع میں تشریف لاتے تو صورت مبارک پر نقاب رکھتے تھے اور نور امامت نقاب سے باہر جھکلتا تھا۔

لیکن امام رضا علیہ السلام جب اپنے چوتھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مہدی علیہ السلام کا قیافہ اور ان حضرت کی شکل و صورت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو یوں گویا ہیں: "وہ میری شبیہ اور رسولی علیہ السلام کی شبیہ ہو گا۔ اس سے کو نور کا ایک حالم احاطہ کیتے ہو گا اور نور الہی اس کے چہرے پر ساطع روشن ہو گا اور اپنی معتدل خلقت اور روشن چہرہ کی وجہ سے ہچانا جائے گا۔ اس کا اخلاق رسول خدا کا اخلاق ہو گا" (منتخب الائٹر ۳۲۲ ص)

یہاں ایک بات اور بھی قابل عنور ہے کہ آپ جناب موسیٰ بن عمرانؑ کی شبیہ ہوں گے تاریخ میں ملتا ہے کہ حضرت موسیٰ ۳ جیمی خوب روختے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک حدیث میں یوں فرمایا ہے "مہدی میری شبیہ اشل سے ہے اس کا چہرہ چکتے ہوئے چاند کی طرح ہو گا۔ اس کا

# امان اکٹھ کی مہرست شاہد

ایک سو بیس تاریخ داؤں کے احوال کو پڑھ کر لیکن کر لیں۔

دوسرے اعتراض کچھ دشمنان اسلام اور خصوصاً دشمنان امام زمانہ علیہ السلام کرتے ہیں اور وہ یہ کہ ”کتب شیعہ میں حضرت امام مهدی علیہ السلام کی ولادت کے متعلق صرف دوہی راوی ملتے ہیں ایک بیچاری عورت ہمہری، امام محمد تقی علیہ السلام کی دختر ارجمند جناب حکیمہ خاتون اور ایک امام حسن عسکری علیہ السلام کا خادم عقیدہ اور یہ شہادتیں ناکافی اس لئے ہیں کہ پہلا راوی تو عورت ہے اور عورت کی گواہی تو اسلام میں آدمی سمجھی جاتی ہے اور دوسرا راوی بیچارہ ایک خادم ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ غلط فہمی ہو گئی ہو۔“

جواب عرض کرنے سے پہلے ہم دوستداران اپلیبیٹ اور خادمان امام زمانہ کو سمجھ لینا چاہئے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں اعتراض کرنے والے ڈن نے سقراط شیعہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہوگا اور پھر حقیقت کو بالائے طاق رکھ کر اعتراض کیا۔ ہمیں بھی خادم امام علیہ السلام ہونے کے ناطے امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنا چاہئے۔

اختصار کو مدنظر رکھنے ہوئے جو باعوض ہے کہ یہاں صرف بیچارا لاذار کی روایتوں پر اکتفا کریں گے۔ اگر صرف بیچاری تیر ہویں جلد (طبع قدیم) کا مطالعہ کیا جائے تو ولادت کی خبر دینے والے کم از کم احتضارہ (۸) راوی مہیا ہو سکتے ہیں ان میں سے چند کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں۔

**ولادت فرزند کے متعلق امام حسن عسکری علیہ السلام کی دو ہری تحریری شہادت**  
 (۱) سعیل ابن محمد کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی تو تحقیق اس مخصوصی کی وارد ہوئی... ”جیکہ زیری قتل ہو گیا اس شخص کی یہی جزا ہے جو اولیاً خدا کے بارے میں خدا پر افتخار پر اذی کرتا ہے۔ اس (زبیری) کا خیال مبتدا کرو ہجھے اس عالم میں قتل کر دے گا کہ میرا مسلسل اسکے نہ ہو گا۔ دیکھا خدا کی قدرت یکو تک ظاہر ہوئی درآنکا یکیہ جمعت کی ولادت ہو چکی۔ (بیچارا لاذار جام ۱۳ صفحہ قدیم)  
 (۲) احمد بن حسن نقی کا بیان ہے کہ... ”امام حسن عسکری علیہ السلام کا خط ایک فرزند پیدا ہوا اس کو فہمی اور پوشیدہ رکھا۔ ہم نے صرف مخصوصین پر ان کو ٹھان کر لیا۔“

پوتے کی ولادت کے متعلق دارا کی شرعاً مخصوصی گواہی

(۳) ”تمہارے خبر پیش کرنے والے میلان...“ ابرا الحسن امام علی نقی علیہ السلام نے اپنی ہمین سکیم سے فرمایا۔ اسے پہنچنے رسول ارشاد اخیں (زمریں) کو اپنے گھر لے جائیے اور میراث خانہ میں کی تدبیح دیجئے۔ کوئی ہمیں ساز و فوج نہ اُتے ہو۔ مخصوصاً وقار انتفاضہ اور

ولادت حضرت مہدی ای روحی دار و حنا الفدار کے بارے میں دیسے تو کئی طریقے سے اعتراضات کئے گئے ہیں لیکن اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہاں دو قسم کے اعتراضات کا ذکر کر کے ان کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔ امید ہے صاحبان عقل و فہم کے نزدیک ان جوابات کے ذریعے دوسرے قسم کے اعتراضات کے بھی جواب مل جائیں گے۔

سب سے پہلے قسم کا اعتراض کچھ لوگوں کو یہ ہے کہ اگر حضرت مہدیؑ کی ولادت ہو چکی ہے تو آپ ہم کو صحیح بیچاری یا سلم میں بتا دیجئے ہم مان لیں گے دراصل اس اعتراض کی بنیاد نشریعت پر ہے اور نہیں عقل و فہم پر بلکہ ولادت سے الکارکر کے خلاف عزو و جل کی قدرت کا ملہ پر شک کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اعتراض بھی کتنا پوچھ اور بے معنی ہے کہ ذرا بھی بصیرت رکھنے والے شخص کو ہمیں آجھا ہے گی۔ بھلاکی بیانات ہوئی کہ ہر بیانات کو صحیح پر رکھنے کی کسوٹی صحیح بیچاری اور صحیح سلم کو قرار دیا جائے۔ خیریت ہوئی گر قرآن سے تاریخ پیدائش کا ثبوت ہنسیں طلب کیا گیا۔ اس اعتراض کے کئی جواب ہو سکتے ہیں لیکن ہم یہاں صرف تین جوابات پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) کہیں تاریخ کی کسی بھی شخصیت کی تاریخ پیدائش حتیٰ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یا خلفاءٰ راشدین میں سے کسی کی بھی تاریخ ولادت کے لئے صحیح بیچاری یا صحیح سلم کو پیدائش قرار دیا گیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ہم سے یہ مطالبہ کیوں کیا جا رہا ہے؟

(۲) صحیح بیچاری سلم کتب احادیث ہیں تاریخ نہیں۔ اس کے علاوہ جب امام بیچاری کا وجود ۲۵۶ھ تک ہے تو یا ہمیں پیدائش ہے اور ان کے ساتھ حضرت کی ولادت ہوئی ہی نہیں تو بھلاکہ کیسے تھی دیتی۔ البتہ صحابہ سستہ میں ان لوگوں نے رسول کی دی گئی بشارتوں کا تذکرہ ضرور کیا ہے۔ مثلاً مہتری اولاد فاطمہ یہی سے ہوئی۔ امام حسین علیہ السلام کے فرزندوں میں سے ہوئے اور زمین کو عدل والسفات سے بھر دیں گے۔ تو پھر سوال پیدا ہتا ہے کہ ان کی ولادت کا ابقاع کیا ہے اور پہنچ کرے۔ اس کے لئے آجھے چل کر ہم شیخ احمد پیش کریں گے۔

(۳) اجھ ہم اگر کسی کی صحیح تاریخ پیدائش کا لفظی لینا چاہیں تو یا تو میں سپل کار پور پیشہ کے جس طریقے ہے سکتا ہے یا پھر تفصیلی یا گرام پچاہیت کے ولادتی تجھٹر ہے۔ اسی حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے بھی میں تاریکی رجھٹر پا دوسرے اتفاقاً ہیں کہ تاریخ کا سہارا لینا ہوگا۔ اس سلسلے میں جس کا دل پا ہے کسی جیسی حدیث کے غیر بیچار اسلامی مورث شکر جو کریں اور اگر کسی تاریخ داؤں کے احوال کو پڑھنا چاہئے ہیں تو ”دانشمند ایام عاصمہ“ مہمندی رجھٹر داری کی سب کے

## تہنیت ولادت ادا کرنے والوں کی گواہی

(۱۱) حسین بن حسن علوی کا بیان ہے ... "کہ میں سامنہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس ان کے فرزند قائم کی ولادت کی مبارکباد کے لئے حاضر ہوں" (بحار جلد ۱۳ ص ۶)۔

باپ کی بیماری کے موقع پر فرزند کی تیمائارداری  
 (۱۲) اسماعیل بن علی نویجتی کا بیان ہے ... "فرزند نے مصطفیٰ کا جو شاندہ باپ کو پلایا۔ پھر نماز کے لئے وضو کرایا۔ پھر بیمار باپ نے فرمایا کہ بیٹا مبارک ہوتا صاحب الزمان اور مہدی ہو۔" (بحار ج ۱۳ ص ۱۱)۔

## باپ کے جنازے پر بیٹے کی حاضری

(۱۳) احمد بن عبد اللہ حاشمی کا بیان ہے ... "میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے موقع پر ان کے گھر گیا اور حضرت کا جنازہ نکالا گیا۔ ۴۹ آدمی بیٹھے ہوئے منتظر تھے کہ ایک بچہ برآمد ہوا۔ ہم اس کی ہبیت سے گھبرا لئے ہم سب نے اس کے پیچے نماز جنازہ پڑھی" (بحار ج ۱۳ ص ۱۰)۔

ان شہادتوں کے علاوہ بے شمار چیزیں حضرت محنت علیہ السلام کی ولادت کے ثبوت میں موجود ہیں جن کو طوالت کے خوف سے ترک کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر بیان سے فاظیں پر یہ امر اچھی طرح ظاہر ہو گیا ہو گا کہ حضرت کی ولادت کا ثبوت صرف حکیم خاتون یا عقیدہ خادم کا بیان ہی نہیں بلکہ اگر یہ دو گواہیاں نہ بھی ہوتیں تو بھی حضرت کی ولادت ثابت تھی۔

آخر میں ایک عالم دین کا جملہ عرض کرتا چلouں جو غالباً اس کا ایک اور جواب بھیجا ہو گا کہ خادم سے زیادہ آقا سے نزدیک اور کون رہ سکتا ہے۔ اس لئے خادم کی گواہی تو زیادہ قابل قدر ہے اور غلط فہمی کا کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ خدا ہم سب کو زمانہ غیبت میں اور ظہور کے بعد تھی حضرت محنت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کے ادنیٰ غلاموں میں شمار کرے۔

(صفحہ نمبر ۵۷ سے آگے)

## جن کالِ مہرے

خلاصہ یہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا حلیہ و قیافہ پکش جاذب نظر ہو گا۔ خوبصورت اور جاذبیت کی شبیہ عربی زبان میں جن الفاظ میں دی جاتی ہے تقریباً احادیث میں ان الفاظ و محاوروں کا پورا پورا استعمال ہوا ہے مثلاً اجملی الجبهہ، اقتی الائف، کوکب الدّرّی، ابیض، مُشریق حُمرۃ، وجہه الاقر جبین الازہر اور جلبانیب النور وغیرہ۔ اس کے علاوہ بے شمار حدیثوں میں دوسرے الفاظ و محاوروں کے استعمال ہوئے ہیں۔ طوالت کی بنا پر ان کا نقل کرنا اس مضمون میں ممکن نہیں ہے۔

اس لئے کہ یہ امام حسن عسکری کی زوجہ اور حضرت قائم کی والدہ ہیں۔ امام علیہ السلام کا ارشاد خود واجب الادغان پھر اس پر زور پر کہ جملہ بعنوان خبر پیش فرمایا ہے۔ جو قواعد عربیہ کے لحاظ سے صحی طور پر واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

## اُقَّا زادہ کے متعلق کلینیوں کی شہادت

(۲) ابراہیم بن محمد سے نیم خادم امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ "حضرت محنت کی ولادت کے دوسرے روز میں آپ کے سامنے گئی مجھے چھینک آئی تو آپ نے (امام زمان علیہ السلام) نے یہ حکم اٹھا کیا۔" (بحار ج ۱۳ ص ۱۰) (۵) نیم اوہ ماریہ کا متفقہ بیان ہے کہ "جب امام زمان علیہ السلام بطن مادر سے زمین پر تشریف لائے تو گھنٹے زین پر طکے ہوئے تھے اور انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند تھی۔ پھر حضرت علیہ السلام کو چھینک آئی تو فرمایا: الحمد للہ رب العالمین"۔

## اُقَّا زادہ کی ولادت کے متعلق گھر کے غلاموں کی شہادت

(۶) ابو غانم خادم امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیان ہے کہ ابو محمد امام حسن عسکری کے ایک فرزند پیدا ہوا۔ جس کا نام آپ نے م. ح. م. د. رکھا۔ تیرے دن آپ اس مولود کو اپنے اصحاب کے سامنے لے گئے اور کہا "هذَا أَصَابَ حِيمُكُمْ مِنْ بَعْدِي وَخَلِيفَتِي عَلَيْكُمْ" (میرے بعد یہ تمہارا صاحب اور تم پر میرا خلیفہ ہو گا)۔ یہی وہ قائم ہے جس کا انتظار کیا جائے گا جب ظلم و جور سے دنیا بھر جائے گی تو وہ اسے عدل و داد سے بھروسے گا۔" (بحار ج ۳ ص ۳)۔

(۷) ابو فضل خادم امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیان ہے کہ امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے سرخ مندل طلب کیا۔ میں نے لاکر حاضر کیا فرمایا کہ تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ میرے آقا اور آقا کے فرزند ہیں۔ فرمایا ... میں خاتم الاصیل ہوں؟ (بحار ج ۱۳ ص ۱۱)۔

## امام زادہ کے متعلق اصحاب کی شہادت

(۸) ابراہیم صحابی امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیان ہے کہ حضرت نے چار مینڈھے میرے پاس مع اس تحریر کے روایہ فرمائے: لِسِمِ اللّٰہِ حَمْلِ الرِّحْمَمْ یہ میرے فرزند مہدی کی طرف سے ہیں۔ تم مجھی کھا کر اور ہمارے شیعوں کو مجھی کھلانے۔ (۹) احمد بن اسحاق کا بیان ہے ... "پھر امام حسن عسکری علیہ السلام چودھویں کے چاند کی مانند تقریباً سے سالہ فرزند کو کاندھے پر لئے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ اگر تیرا اعزاز مقصود ہوتا تو ہر گزیں اس کو نہ کھاتا یہ میرا فرزند ہم نام وہم کنیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔" (بحار ج ۱۳ ص ۱۱)۔

## بازار سے گوشت لانے والے کی گواہی

(۱۰) حمزہ بن نصر نے پنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ کوشاں ہوئے کوشاں ہوئے لگی تو مجھے گوشت کے ساتھ گودے دار نالی کی خردیاری کا حکم بھی ملا اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ ہمارے چھوٹے آقا کے لئے ہے۔ (بحار ج ۱۳ ص ۱۰) (۱۱)

# اللَّهُمَّ إِنِّي مُرْسَلٌ مِّنْكَ إِلَيْكَ وَإِنِّي مُنْذَرٌ مِّنْكَ إِلَيْكَ

غائب کی نقداد بہت ہی کم ہے تو اسی لحاظ سے ختم المرسلین صلعم کے بارہ جانشینوں میں غائب کی نقداد صرف ایک ہے اور جناب رسالت ماب کی پیشین گوئی کے مطابق ۱۲ کی تعداد میں گیارہ ائمہ معصومین گذیلے کے لوگوں کے سامنے آئے اور ظاہر ہو کر پہنچے اپنے دور میں تحقیق شریعت یعنی منصب امامت کے فرائض آگ سے زیادہ گرم جو الاصفت اور قائل باحوال میں انجام دے کر اپنی ذات والاصفات کے اثر سے وہ نور کے مینا سے تعمیر کر دیتے جو تاریخ کے طبقاتی دو ریس حقائق کو قیام قیامت تک اجاگر کرتے رہیں گے۔ ان ائمہ معصومین میں بھی مسابق انبیاء کی طرح عمر اور دور امامت کی مدت میں بھی اور بیشی پائی جاتی ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کی عشرتیف ہموجی طور پر ۲۸ سال تھی۔ امامت کا زمانہ ۷۵۰ھ سے ۷۶۷ھ یعنی ۱۴۹۰ء تک رہا۔ اس کے بعد آپ کے فرزند احمد بن جو ۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے یعنی آخری امام کا عہدہ امامت شروع ہوا۔ آپ کی عمر صرف ۵ سال کی تھی اور آپ کی عمر تماں طولانی کر صرف خدا شے جمل و عزیزی کو اس کا علم ہے۔ جب آپ کا ظہور ہو گا تو دنیا کو اسی طرح عدل والضاف سے بھروسی کے جس طرح علم و جو رسمے بھری ہو گی۔ پوں تو آج بھی آپ کی حکومت ہے اور ہم سب آپ ہی کی دولت کریمہ کے حدود میں رہتے ہیں۔ اسی باطنی اور ظاہری حکومت کے ادوار کا نام غایبت اور ظہور ہے۔

یہاں ایک عجیب بات یہ ہے کہ عفتاد و انشور مقصداً افکار کے تیزرو دھاروں میں پھیل کر کھا رہے ہیں۔ ان کے اندر کا انسان بول رہا ہے۔ اس گروہ کا ہر انسان اچھی طرح جانتا ہے کہ جتناہ انسانوں کے ساتھ ہے الفضاف، ان پر توڑے جانے والے مظالم بے شمار لوگوں کی کرب و بے چینی، اجرتے ہوئے گھر پیٹ میں سلکتے ہوئے ہوکوک کے انگارے۔ انہوں پر چھالی ہوئی سفیدی۔ مل کر یہ سیئے چٹے سچے نادار معصوم بچے، ہائقوں میں خالی پیلے، کسی نہ کسی نامعلوم راستے پر چل رہے ہیں۔ یہ کسی منزل کو تلاش کر رہے ہیں۔ کہیں نہ کہیں تو ان کی منزل ہے، جہاں انصاف ہے، برآبی ہے، صلاحیتیں پشتی ہیں۔ جہاں ان کی آواز کا سنسنے والا ہے۔ جہاں سکون کی گھنڈی جھاؤں ہے۔ سارے ادیان کی دیواروں کے دراووں سے یہ صدائیں اڑی ہیں اور اس قائلہ بشریت کی پیش رفتی اپنی منزل کی طرف جاری ہے۔ یعنی ایک منزل ایسی صورت ہے جہاں ان ناگزیر بلاوں سے امان دینے والا اپنی طرف بلاء ہے، جس کے راستے صاف دکھائی دے رہے ہیں لیکن منزل نظر والے سے غائب ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ سرگرمیاں یہ حرکت ہے پیش رفتی رک جاتی اور جو جو پیدا کرنے والی طاقتلوں کے کمزور رہنے کی امید بھی ختم ہو جاتی (یہی امید کی روشن غیبت کا ایک سبب ہے) مجھیں مظفی ہے۔ تین عوامل جو غائب ہیں ان پر قین ہے مثلاً نوع انسان خصوصاً مظلوموں کی پیشی روی (من منزل آخر کی) امید (۳) اور نجات

خداوند متعال نے انسان کو اشرفیت کا درجہ عطا فرمایا اور کائنات عالم کو اس کے تحت رکھا اور اسے ہر شے پر فوقيت و فضیلت عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ نے انسان کو بہترین اجزائے پیدا کیا۔ زمین ہو یا فضا، سمندر ہو یا پہاڑ، جنگل ہو یا صحراء، ہر شے پر اس انسان کو نہ صرف فوقيت بلکہ قبضہ و اختیار کی استعداد عطا کی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب میں نے اس انسان کو پلٹا تو میں اپنی سب سے ذلیل اور پست خلقت میں شمار کیا۔ انسان کی فضیلت اور فوقيت کے اظہار کے لئے اسے قابلِ مختار قرار دیا اور اس کے اختیارات کے ساتھ ساتھ اس کی ہمایت کا مکمل انتظام کیا اور اس کے طریقہ و راستے متعدد فرمائے تاکہ وہ اپنے اختیارات کا غلط استعمال نہ کر سکے اور شیطان کے چیل میں نہ پہنس جائے۔ اسے عقل دے کر اچھا ہی اور برا ہی میں تمیز پیدا کرنے کی صلاحیت دی اور ایک لاکھ چوبیس بیڑا انبار کا ایک سلسہ قائم کیا جو شسل انسان کو برائیوں سے بچانے کے لئے ایک دستور حیات دے سکیں تاکہ وہ کہیں گاہ میں بیٹھے ہوئے اپنے دشمنوں سے آگاہ رہے اور اس کی روحانی ارتقا میں اس مادی دنیا کے عیوب را کاوت نہ بن سکیں۔ ان انبیاء میں کچھ کو اوسط عمر عطا کی، کچھ کو طولانی عمر دی گئی، بعض کو نو عمری میں ہی اٹھا لیا گیا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں پہلے تو ظاہر کیا گیا اور پھر ان پر غیبت کا پردہ ڈال دیا گیا۔ کچھ ایسے انبیاء تھے جنہیں برگزیدہ اور صاحب افراد پر تو ظاہر کیا گیا لیکن عوام سے پوشیدہ رکھا گیا جیسے حضرت خضر، حضرت اور لیں۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔ وہ عالم الغیوب ہے وہ خود اپنی عدالت کے تقاضوں کا خود ہی جاننے والا ہے۔ اسی نے اپنی اس ادنیٰ مخلوق، انسان کو اپنی روپیت کے اسرار درموز کا کچھ علم عطا فرمایا اور اپنے اوصاف سے متصف فرمایا۔

جب انبیاء کا سلسہ ختم المرسلین، اشرف الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا تو اس کی سیرت، شریعت اور کتاب کے مخالفین کی حیثیت سے آنحضرتؐ کے اوصیا (اممہ معصومین) کا سلسہ شروع ہوا جس کا تسلیم تا صبح قیامت باقی رہے گا اور جس کے بقایا ذمہ داری خود ذات احادیث پر ہے۔ چونکہ منصب ولایت منصوص من ائمہ ہے اس لئے جس سنت الہیہ کا سلسہ انبیاء میں جاری ہو ابھی منصب امامت کے حامل ازاد میں بھی قائم و برقرار رہے گا۔ تاریخ اسلام اس امر کی گواہ ہے کہ بعض انبیاء کو طولانی عمر عطا کی گئی تھی اور کچھ ایسے تھے کہ ان کے عمر کی مدت قلیل تھی، کچھ ایسے تھے جو ظاہر تھے اور بعض لوگوں کی نظر و سے پوشیدہ تھے اور آج بھی پوشیدہ ہیں۔ اگر ایک لاکھ چوبیس بیڑا پیڑا میں جن کا ذکر تاریخ اور اسمان صحیفوں میں آیا ہے تناسب نکالا جائے تو

وقت آپ کی عمر دو برس کی تھی اور متوکل عجالت لنشہ قتل کر دیا گیا۔ اس چودہ سال کے دور میں امام عسکری علیہ السلام نے اپنے پدر بن رکوگار کے ساتھ ان سختیوں اور مصیبتوں کو برداشت کیا ہے جو ضبط تحریر سے باہر ہے۔ زیارت قبر امام حسین پر پابندی عائد تھی اور نشان قبر ہمیشہ مٹا دینے کی سعی لا حاصل کی۔ امام حسن عسکری ۲ اور امام علی نقی ۳ اپنے بیت الشرف میں نظر بند تھے کہا ہے وہ تھا متوکل کی زندگی میں ڈال دیتا۔ کبھی دربار میں طلب کرتا۔ کبھی محفوظ شراب تو شی میں طلب کرتا۔ شراب پیش کرتا اور انکار پر حالت مستی میں خود رونے لگتا۔ جاسوسوں کا جاگا بچھا ہوا تھا۔ متوکل کے قتل کے بعد منتصرا در اس کی معفوں کے بعد مستعين خلیفہ ہوا۔ مستعين نے پھر بعد اکتوبر اپنا دارالخلافۃ بنالیا۔ آخر الامر مستعين نے معتزلۃ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سامرا پھر دارالخلافۃ بن گیا۔ بصرہ میں صاحب زنجنے قتل و غار تکری کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ خراسان، اصوات اسکر میں بھی سورشین احتیتی تھیں لیکن دبادی جاتی تھیں۔ یعنی چاروں طرف عوام کے لئے جائے پناہ نہ تھی ۴ میں امام عادی ۲ کی شہادت واقع ہوئی۔ ۵ میں امام عسکری علیہ السلام کا دور امامت ہے۔ ۶ میں ولی عصر مہدی موجود امام آخر الزمان کی ولادت ہوئی۔ امام عسکری ۴ کی شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ۵ سال تھی۔

امام عسکری علیہ السلام معتمد کے زہر سے، ربیع الاول ۱۷۲ھ میں شہید ہوئے اور آپ کے ۶ سال کی امامت کے دور میں جاسوسوں کا یہ حال تھا کہ دیا یعنی گھر بیش غیر اجازت داخل ہو جاتی تھیں اور یہ دیکھتی تھیں کہ کوئی عورت امام حسن عسکری ۳ کے خانہ افسوس میں حاملہ توہین ہے لیکن جیسے خداوند متعال نے حضرت موسیٰ کو ان کی والدہ کے شکم مبارک میں محفوظ رکھا ہے یہ امام عصر ۴ کو بھی جناب نجیبؑ کے شکم مبارک میں اس طرح محفوظ رکھا کہ آستان حمل کہیں سے ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ جاسوس اخیرت کی رہائش گاہ سے لیکر قید خانہ تک پہنچیے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ امام عسکری ۴ کو صاحب بن دصیف در تک کے قید خانہ میں بند دیا گیا۔ وہاں آپ کے معتمدین خاص ابو ہاشم جعفری داؤد بن قاسم، حسن بن محمد عقیقی اور محمد بن ابراہیم عمری پہلے سے مقید تھے۔ اسی میں ایک شخص بھی نام کا تھا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو مستحب کیا کہ اس شخص سے ہوشیار رہنا یہ جاسوس ہے۔ تلاشی پر اس کے پاس سے روزانہ کرو داد کا نوشتہ دستیاب ہوا۔ غرضیک جاسوس کی رہیں ہیں میں پائے جاتے تھے۔ حضرت عسکری ۴ پہلی ربیع الاول کو علیل ہوئے اور ۸ ربیع الاول کو شہادت پائی۔ اس آنکھ روز میں خلیفہ عباسی نے اطیباً کی ایک جماعت بھادی جن کا عملہ ہر آنے والے اور جانے والے پرکڑی نظر رکھے ہوتے تھا۔ خلیفہ عباسی کا یہ روایہ فرزند رسول سے ایسا کیوں تھا؟ حضرت رسول خداوند کا ارشاد گرانی ہے کہ جو کچھ حضرت عوسیٰ کی است پر گزدی ہے ہم پر بھی گزدے گی جس طرح فزعون کو علم تھا کہ حضرت عوسیٰ اس کی خدائی کا تختہ پلٹ دیں گے اسی طرح مدحیں درواۃ خلیفہ عباسی کو بھی یاد لاتے رہتے تھے کہ رسول خداوند کا ارشاد گرانی قیام کرے گا اور وہ اس زمین کو نظم دجور سے پاک کر دے گا۔ صاحب دھی روی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے جو پچ ہو کر رہتے گا۔ خلفاء کو اپنی منذر خلافت آغوش آتش عکس ہونے لگتی اور وہ بوکھلا ہوتے میں ہر احتیاطی اقدام کے احکام جاری کرتے رہتے تھے۔

دھنہ کا تصویر لیکن اس جگہ اگر یقین متنزل ہونے لگتا ہے جہاں نجات دھنہ کے وجود کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ دانشور حضرات کہتے ہیں نہ تو اس کا کوئی وجود ہے اور رہی زمان و مکان میں پایا جاتا ہے۔ یہاں صرف اور صرف اسلام ایک ایسا منہب ہے جس میں زمان و مکان کے ساتھ نجات دھنہ کے وجود کا تصویر پایا جاتا ہے اور اس کے وجود کو اس طرح پہنچاتا ہے جیسے بادل کی اوث سے سورج کو دیکھ رہا ہو مامت اسلام کے آبا برعلماء بالعلوم اور علماء شیعہ بالخصوص اس گھر آبدار کو تحقیق و تدقیق، برلن و دلیل اور تاریخ و سیاست کی روشنی میں دیکھ کر اس کے وجود کے قائل ہیں اور یہ ایسا عقیدہ ہے جو ایک ایسی مضبوط بنیاد پر قائم ہے جسے کوئی بلا بھی نہیں سکتا۔ پچھے ہے آنحضرتؐ کا نور مصلحت پرور کار کے پر اسرار حجاب غیبت سے چین کر کائنات عالم کی حیات کو حرارت بھی بخشتا ہے اور اس کی رونقون کو اپنی صنیا یا مشی سے عجلوہ گر کر رہتا ہے۔

ایک سوال جو ہمارے اور یغیوں کے درمیان بڑی امہمیت رکھتا ہے اور بڑی عصیت کے ساتھ اٹھایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کون ہی ہستی ہے جو مناندہ الہی ہے اور جو دنیا کے مظلوموں، یہ کسوں اور کمزوروں کو زبردست اور ظالم افراد کے بخوبی سے نجات دلانے والی ہے؟ اگر وہ ہے تو سامنے کیوں نہیں آتا؟ پرہہ غیبت میں کیوں ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو غیبت کی اتنی طویل مدت ہے لامتناہی کہا جاسکتا ہے کیوں ہے؟ آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟ اولًا تو یہ کہ مقدمہ میں ہی یہ سیان کیا جا چکا ہے کہ جو باشیں انبیاء کے لئے مژزوی قرار دئے گئی ہیں وہی اوصیا کے لئے بھی ہیں۔ انبیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ادھر انسیاتے ہدایت کے راستے پر چلنے کی دعوت دی، ادھر طاغوتی طاقتیں جابر حکمرانوں کے ساتھ مارکرافٹ بستہ ہو جاتی تھیں اور بھی کی راہ میں یہی رہیے روپے بچادر یہی جاتے تھے کہ وہ آگے نہ بڑھ سکیں۔ لیکن انسیاتے کبھی اپنے مشن کو نہیں ترک کیا۔ وہ آگے بڑھتے رہتے۔ ان کے افکار میں بھی کوئی بھی یا کمی پیدا نہیں ہوئی اور نہ تو ان میں کسی قسم کے ذہنی فشار کے آثار پیدا ہوئے اور نہ یہی ثبات قدری میں کوئی لغزش پیدا ہوئی۔ چنانچہ کسی انسیا کے متعلق تاریخ یہ ہیں کہتی کہ وہ لوگوں سے بخالین سے، سلطنت سے، حکمرانوں سے، کبھی خوفزدہ ہوا ہو۔ البتہ یہ ہوا کہ جب قوم کے گناہ کا پانی سر سے اوپنچا ہونے لگا تو یہ بد دعا کی یا پھر مصیبیں اتفاق کر اس دنیا کو خیر باد کہ دیا، یا اذل نے اس نبی کو اس کی امت کے درمیان سے پوشریدہ کر دیا۔

حضرت موسیٰ ۴ کے مصر سے چلے جانے کا واقعہ قرآن میں بھی آیا ہے حضرت عیسیٰ نکل چہارم پر بلا لئے گئے۔ حضرت خضر حضرت الیاس اسی کائنات میں موجود ہیں لیکن نظروں سے اس وقت سے غائب ہیں جس کی تاریخ بھی نشاندہ ہی نہیں کرتی۔

آئیے ذرا تاریخ کے صفحات اللہ کر امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے پس منظر میں جائزہ لیں تو اخضرتؐ کی غیبت کا بھی تاریخی سبب انبیاء کی تاریخ کے مثال نظر آئے گا۔

سامرا ۲۲۲ھ نہ بھری میں بنی عباس کا دارالخلافۃ قرار پایا۔ ۲۲۳ھ بھری میں عباسی خلیفہ متوکل نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو مدینہ سے یحییٰ بن ہرثہ کو بھیج کر سامرا در طلب کیا۔ آپ کے ہمراہ امام حسن عسکری علیہ السلام بھی تھے۔ اس

استعماری طاقتوں کی پشت پناہی کر کے ظلم و جرکی داستانوں سے تاریخ کے اور اس سیاہ کردیئے اور بارہ صدیاں گذرنے کے بعد آج بھی نیزگرم عمل ہیں۔ آخر الامراں جعلی تاریخ بود کو توڑتا ہوا دنیا کے سامنے ظاہر ہو گا اور اندھہ کا فاٹاون مشرق سے مغرب تک تازدہ ہو گا۔ کوئی بھی اس کی خلاف وزیری کرنے کا مجاز نہ ہو گا اور نہ ہی اس کے لئے شکایت کی گھاٹش باقی رہے گی۔

## وعکدہ الہی

غیبت پر مبنی اس منصوبہ کے تحت اللہ

تعالیٰ کا متعدد جگہ وعدہ فرمان غیبت امام کے چواز میں سبب و عدل کی اور شعیں روشن کر دیتا ہے۔ وعدہ اور ایفاء وعدہ کے درمیان بھی کم بھی زیادہ فاصلہ ہوتے ہیں۔ کبھی تکمیل کی پہنچنے میں ایفاء وعدہ کے سلسلے جاری ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی معجزہ سما کتاب میں بھروسہ وعدہ فرمایا ہے اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:-

- (۱) یہ اندھہ کا وعدہ ہے کہ جس طرح اس نے پہلے اپنا جانشین اس زمین پر مقرر فرمایا تھا اسی طرح تم میں سے جو ایمان لائے اپنا خلیفہ اس زمین پر منتخب فرمائے گا۔ ( سورہ نور آیت ۵۵ )
- (۲) اس سے قبل زبور میں بھی اندھہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ وہ اس زمین پر اپنا دارث مقرر فرمائے گا۔ ( سورہ انبیاء آیت ۱۰۵ )
- (۳) اسے ایمان والوں کا ثابت قدم رہے۔ صبر کرو۔ بالطمہ قائم رکھو اور اللہ سے ڈر و شاید تم فلاح پا جاؤ۔
- (۴) جب زمین مردہ ہو جائے گی خداوند متعال اپنی قدرت کا ملہ سے اسے پھر حیات بخشے گا۔

ان آیات سے یہ بات پا یہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اندھہ تعالیٰ اس زمین پر اپنا خلیفہ، جانشین اور دارث کو مقرر فرمائے گے عدل و انصاف کی حکومت عطا فرمائے گا۔ جو اس دنیا کو حیات بخشے گا اور اس دور حکومت میں طائفور اور کمزور کے درمیان کوئی فرق باقی نہ رہے گا۔ اور زبردست، بے چاروں پر دست، دلазی رکر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچ ہے پورا ہو کر رہے گا۔ لیکن ابھی ظہور کے وقت میں عوامل فرام ہو رہے ہیں جو بوقت ظہور حکومت الہیہ میں کار فرمائیں گے۔

اندھے اپنی آخری حجت کو غیبت کی ایک طویل مدت عطا فرمائیں تاکہ مومنین کا امتحان بھی ہو جائے اور دنیا کے سارے خالقین جمع ہو کر اور جی بکر مخالفت کا کھیل بھی ختم کر لیں۔

یہ ایک عیال حقیقت ہے کہ ظلم و جور کا اُمنڈتا ہوا سیلا ب کرہ اپنے کو اپنے لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے۔ لیکن ابھی ظلم و جور کے دریا میں اتنی طغیانی نہیں آئی ہے کہ ساحل کے کارکو توکر ساری دنیا کو اپنے لپیٹ میں لے لے۔ یا ابھی گھٹا ٹوپ انہیوں کے قابلے اپنی رو سیاہیوں سمیت اس ارض پر اترنے کو باقی ہیں جب ان بد کار اور بد عنوان عناصر کے سب حوصلے پورے ہو جائیں گے اور کوئی تمباکی نرہ جائے گی تب اس غیبت کا راز کھلے گا۔ اگر غیبت نہ ہوتی تو کیا ہوتا؟ آسان سا جواب ہے کہ حضرت ولی عصر ظاہر ہوتے اور دوسرا سے ائمہ کی طرح شہید کر دیئے جاتے۔ اللہ کا نور پیکر بشریت

اس بھیانک دور میں جب ہر جا ب خطرات کے مخصوص سامنے رینگ رہے تھے ۱۵۵ میں امام ہدایتؒ کی ولادت ہوئی (جیسے حضرت موسیؑ کی ولادت ہوئی تھی) امام کی حیثیت سے امام حسن عسکری علیہ السلام کے مجدد فرانکوں میں سے ایک اہم اور خاص فریضہ یہ بھی تھا کہ حضرت حجتؒ کو دشمن عناصر سے محفوظ رکھیں۔ اور پہنچ معتبر و معتمد اصحاب خاص سے روشن کا نام معلوم ہو جائے کہ مہدی موعود پیدا ہو چکے ہیں اور اس کی (امام عسکریؑ) شہادت کے بعدہ سال کی عمر میں امامت کے فرانکوں کی زگاہوں سے پوشیدہ رہیں گے۔ عوام میں خوف وہر اس، حکومت کی کڑی نظر، جاسوسوں کا چھیلا ہوا جاہل، شور شوں کا ہر گوشہ سے اٹھنے کا زمانہ، اور اخلاقانہ میں آنحضرتؒ کا قیام، فوجوں کی نقل و حربت اور محبان خانزادہ رسالت پر جبراً استبداد، حضرتؒ کے بست الشرف پر معاذین کا ہر، ان عناصر کے حافظ جس طرح انبیاء سلفؓ کو غیبت کا مجانب افضلؓ احکم ہوا تھا اسی طرح حضرتؒ حجت صاحب العصر والزمان ارواح اخاذہ کے لئے بھی وقت معینہ کے لئے محفوظ دہامون رکھنے کے لئے غیبت اختیار کرنے کا حکم دیا۔

## غیبت ایک الہی منصوبہ

اگر غایر انتہر سے دیکھ جائے اور غیبت امامؑ کے مختلف عوامل پر غور و تکری کیا جائے تو اگر اسے ایک الہی منصوبہ سے تغیر کی جائے تو غلط نہ ہو گا۔ اس کے بعد آنحضرتؒ کا ظہور اس منصوبہ کا آخری حصہ قرار پائے گا۔ مخصوصہ کا ارشاد ہے:-

**مَا أَنْتَ مُعْجِزٌ مِّنْ مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاٰ وَ إِلَا وَحْسِيَّاً إِلَّا وَيَطْهُرُ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مِثْلُهَا فِي يَدِ قَادِمِيْمَا لَمْ تَمَّا مَحْجُوْجَةٍ عَلَى الْأَعْدَاءِ ( مکیال المکار صفحہ ۹۵ )**

ترجمہ:- کوئی مجھہ انبیاء اور اوصیا کے صحیحات میں سے نہیں ہے مگر یہ کہ خداوند متعال ان معرفات کو سہارے قائم کے ہاتھوں سے دشمنوں پر امتام حجت اور ان کی بہانہ بازویوں کی تمام را ہوں کو بند کرنے کے لئے آشکارا اور ظاہر کرے گا۔

جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا اور اولاد آدم کے افراد مختلف مکاتب میں تقیم ہوتے لگے اور علمی موشکا فیاض بڑھنے لیں ویسے ویسے سیاست اور حکومت کے جابران اندھا بھی بدلتے لگے جب آخری نبی کا زمانہ بھی گزر گیا تو وہ زمانہ بھی آگیا جب حصول مقصود کے لئے اس غیبت کے زمروں میں نئی نئی منصوبے تکمیل پڑتے لگے۔ وہ تمام چیزیں جو مکرات کو خوبصورت جامد میں پیش کرتی ہیں اگر جمع کی جائیں تو معلوم ہو گا کہ اس کے پس منظر میں ایسی خود غرضی اور مطلب برستی کی چھوٹی اور بڑی ان گفت تحریکوں نے جنم تکراصل عقیدے کو منسخ کرنے کی کوشش کی جو منصوبہ الہی منصوبہ کی نقل میں یعنی اصلی سکون کی جگہ جعلی سکے بازار میں آئے لگے اور حرمان لضیب افزاد کی ایک اکثریت ان سکون کی کھنک سے سینکھنے لگی۔ کیسانیہ، کاظمیہ، اسماعیلیہ، دہمیہ، بہائیہ اور احمدیہ فرقوں کی طرح لمبی نہرست ہے۔

حتمی طور پر کہنا یقیناً خود فرمی کے علاوہ کچھ نہ ہوگا غیبت کے لپیں منتظر ہیں جو واضح حکم تین ہیں اس کو یا تو خالق حکمت جانتا ہے یا پھر جن ذوات مقدسہ کو علم عطا ہوئے افہیں اس کی خبر ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق الہی اسرار سے ہے اور انہی مخصوصیں کو ان روز و اسرا کو منکش کرنے سے روکا گیا ہے۔ البته جنہیں کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت علیہما السلام کا واقعہ پیش نظر کھا جاتے۔ حضرت خضر نے کشی میں سوراخ کرنے والوں کے قتل کرنے اور دیوار کو درست کرنے کی وجہ اس وقت تک نہیں بتائی جب تک یہ افعال بجا لاتے رہے لیکن جب جدا ہونے لگے تب آپ نے اپنے ان اعمال کے اسباب پر روشنی ڈالے اور حضرت موسیٰ علیہما السلام سے جدا ہوئے۔ چنانچہ اس مفہوم کو الفضل الہامشی سے مردی روایت بیان کرتی ہے۔ الفضل الہامشی کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق جعفر بن محمد علیہما السلام کو بیان کرتے ہوئے سننا کہ آپ نے فرمایا:-

”اس امر کے مالک کے لئے غیبت لا زدی ہے جس میں باطل پسند افراد شک و شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔“ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں ایسا کیوں ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: اس امر کے انکشاف کی ہمیں بھی اجازت نہیں دی گئی۔ میں نے سوال کیا، غیبت کے پیچے کون ہی حکمت ہے؟ فرمایا: اس کے پیچے ہی حکمت ہے جو انکشاف کی عینہوں میں بتایا گیا ہے۔ لیکن اس کے پیچے کون ہی حکمت پائی جاتی ہے اس کا انکشاف ظہور کے بعد ہی ہوگا بالکل ویسے ہی جسے خضر نے موسیٰ کو کشی میں سوراخ کرنے والوں کو قتل کرنے اور دیوار کو تعمیر کرنے کی حکمت کا انکشاف اس وقت تک نہیں کیا مگر جب دونوں علماء ہونے لگے۔ اے فضل کے فرزند! یہ امر خدا کے امر ہے ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک سر اور راز ہے اور انہوں کے علم غیب میں سے ہے۔ جب ہم نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات حکمت والی ہے تو ہمیں تصدیق کرنا پڑے گا کہ اس کے سارے افعال اور قول ہی حکمت پر مبنی ہیں چاہے اس کی علت اور اس کا سبب ہم پر ظاہر ہو۔

جہاں روایت میں غیبت کے مختلف اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب زمان غیبت ہے جس کے خدا پر عقیدن و ایمان اور ان کی اطاعت کی بھی جا پڑے اور پرکھ ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک طولانی روایت امام صادق علیہما السلام سے مروی ہے جس میں اکپ نے ان علماء کو بیان فرمایا جو ظہور سے پہلے ظاہر ہوں گی اور روایت کے آخر میں فرماتے ہیں: **وَذَلِكَ بَعْدَ غَيْبَةَ طَوِيلَةٍ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يُطِيعُهُ إِنَّغَيْبَهُ وَيُؤْمِنُ بِهِ**۔ اور یہ علامتیں طولانی غیبت کے بعد ظاہر ہوں گی تاکہ غیبت میں اللہ تعالیٰ پر کھلے کر دو غیبت میں کون اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون اس پر عقیدن و ایمان رکھتا ہے (منتخب الاشباع ۲۷ حدیث عا۔)

اسباب غیبت میں مجملہ ایک سبب ہماری بداعمالیاں اور ہمارے دینی کا ماحول بھی ہے جہاں ایک صحیح اسلامی اور ایمانی ماحول کا دور دور تک پتہ نہیں۔ ہمارا معاشرہ اپنے مزروعات اور مفروضات پر عمل کرتے ہوئے اس پر مصروف کہ ہمیں حقیقتی اور اسلامی ماحول ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے ماحول میں کسی سیغیر یا امام کی تنخواش کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کی شبیہ کو فرمے دی جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ بولاۓ کائنات ایمیر شام کے خلاف عام مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کر کے اپنیں باطل کے خلاف صفت آ کرنا چاہتے

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

میں تھا اور ظالم اس کی تاک میں تھے سیجنناً انبیاء و اوصیاء کی اخیری جنت بھی اس دنیا میں باقی نہ رہ جاتی۔ پھر انجام کی دو صورتیں ہوتیں یا تو یہ دنیا نہ ہو جاتی یا آئے والی نسلیں جو ازان قائم کرتیں کہ تیری جنت اتمام کی منزل کو نہیں پہنچی تھی لہذا خدا وند متعال نے اپنی جنت کو ایک طرف اس دنیا کو قائم رکھنے کے لئے غیبت کا طولانی پر رہہ ڈال کر محفوظ کر دیا اور دوسری طرف شر و فساد کو کھلا میدان وے کر اتمام جنت میں کوئی تنخواش باقی نہیں رکھی اور بوقت ظہور ان کی زبانوں کو بند کرنے کا اور عدالت الہمیہ کا جوانہ برقرار رکھا۔

غیبت کے عمل و اسباب میں روایات اہل بیت علیہم السلام کی رو سے ایک علت اور سبب یہ ہے کہ اگر حضرت ظاہر ہوتے تو کسی نہ کسی ظالم جادو کی حکومت میں ان کے آبا و اجداد کی مانند دباؤ میں رہنا پڑتا۔ ہر وقت حکومت کے کارندے آپ کی نگرانی رکھتے۔ احکام شرعیہ کا انفاذ و اجزاء ازداد نہ غیر ممکن سی بات تھی اسی بنا پر خداوند عالم ان حضرت کے ظہور کے لئے ایسے وقت کا انتخاب کرے گا جس وقت ان پر حکومت کا دباؤ کا رگر نہ ہو گا اور اتنی قدرت ہے اسیہا ہو جائے کی کہ بر ظالم و جابر کا مقابلہ کرے اس کو رشتکست دیں کے یہاں تک کہ دنیا کا چیخہ چپے ناپاک حکومتوں سے پاک فرما دیں گے آپ جب ظہور فرمائیں گے تو آپ پر کسی بھی حکومت کا دباؤ نہ ہو گا۔ چنانچہ صادق اکیل محمد کا ارشاد اگرامی ہے:- صاحبِ هذَا الْمُرْتَعْلَمِي وَلَا دَتَّهُ عَلَى (هَذَا) الْخَلْقِ لَعْدَ يَكُونَ لِأَحَدٍ فِي عَنْقِهِ بَعْدَ إِذْخُرَاجٍ - یعنی اس الہی حکومت کے مالک کی ولادت دنیا کی لگاہ پر سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تاکہ جب خروج کرے تو کسی ظالم کا دباؤ اور اس کی گردن پر نہ رہے۔ جہاں تک حضرت کی حکومت کے معاملات کی درستی کا سوال ہے خداوند عالم جملہ اور کو ان حضرت کے لئے ایک ہی رات میں درست فرمادے گا کیونکہ یہ اصلاح حکومت الہمیہ ہو گی۔ حضرت مجتبیؑ تو اس کے شہادت سے ہوں گے۔

شہادت اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں غیبت کے ایک بھی ہے کہ حضرت کی طولانی غیبت کا سلسلہ اس وقت تک فرم ام درقرار رہے گا جب انبیاء کی تمام سنتیں اور طریقہ ان حضرت کے بارے میں پورے نہ ہو جائیں۔ چنانچہ سدیہ یہ نے امام صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے قائم کے لئے ایک طولانی غیبت ہے سدیہ نے عرض کیا: اے فرزند رسول! ایسا کیوں ہو گا؟ حضرت نے فرمایا: خداوند عالم اس وقت تک ظہور کا حکم نہ دے گا جب تک ان تمام سنتوں کا اجراء اور اس پر عمل نہ ہو جائے جو انبیاء و اوصیاء علیہم السلام کی عینہوں کے زمانے میں جن پر انبیاء و اکرام عمل پیرا رہے۔ اے سدیہ یہ ان (قائم) کے لئے لازمی ہے کہ ان تمام باتوں کو پورا کریں۔ چنانچہ خدا کے عز و جل ارشاد فرماتا ہے:- **لَنْ تَكُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ** (الشقاۃ: ۱۹) یعنی وہ تمام سنتیں تو مکہ تارے پہلے محقیقیں۔ یہ کب پوری ہوں گی اس کو خداوند عالم کے علاوہ اور کون جان سکتا ہے۔ اسی لئے ظہور کے وقت کی تعین کے لئے مانع ہے کی گئی ہے۔

غیبت کے چند اسباب کو روایات اہل بیتؑ سے اشارتاً جان لیا گیا ہے۔ لیکن اس کی تفصیل اور اس کی گیرائیوں اور گہرائیوں کے بارے میں کچھ

# عبدالحسن حنابی اور علامہ مہدیہ مسروہ نوری

(۲) حافظ محمد البرزنجی (و۔ ۱۱۰۳) نے اپنی کتاب "الاشاعر لاشراط الساعنة" کے تیسرا باب میں لکھا ہے: حضرت امام مہدی کے متعلق روایتیں مختلف انداز سے آتیں زیادہ وارد ہوئی ہیں جن کو شمارہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اکثر صحیح روایتوں میں ہے کہ آپ جناب فاطمہ نبہارہ سلام اللہ علیہماکی نسل سے ہوں گے۔ روایتوں اس قدر متواتر ہیں کہ انکا رکنی گنجائش نہیں ہے۔

(۳) جناب شیخ محمد السفارینی (و۔ ۱۱۸۰) اپنی کتاب "لواصع الایفۃ البهیۃ" میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں روایتیں اتنی کثرت سے ہیں جو تو اتر معنوی کی حد تک پہنچ ہوئی ہیں۔ علماء اہل سنت کے درمیان اس قدر مشہور ہیں کہ ان کا عقیدہ شمارہ کی جاتی ہیں۔ اس بنابری حضرت امام مہدی کے ظہور پر ایمان رکھنا واجب ہے یہ بات اہل علم کے نزدیک معین ہے اور یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

(۴) جناب قاضی محمد بن علی الشوکانی (و۔ ۱۲۵۰) اپنی کتاب "التحقیح فی قوایر ماجاء فی المهدی المتضطر والوجه والاسیح" میں تحریر فرماتے ہیں: امام مہدی کے سلسلے میں جن احادیث تک رسائی ہو سکی وہ ۵۰ حدیثیں ہیں۔ یہ حدیثیں بغیر کسی شک و شبہ کے متواتر ہیں۔ امام مہدی کے بارے میں صحابہ سے بھی کثرت سے باقیتیں نقل ہوئی ہیں۔ اس طرح کے واضح موصوعات میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۵) جناب شیخ صدقی حسن خاں قزوینی (و۔ ۷۱۶) نے اپنی کتاب "الاذاعہ لما کان وما یکون میں یہی الساعنة" میں لکھا ہے: امام مہدی کے بارے میں مختلف انداز سے اتنی کثرت سے روایتیں نقل ہوئی ہیں جو اتر معنوی کی حد تک ہیں۔ اسی کوئی شک نہیں کہ امام مہدی آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ البتہ سال اوسمیہ میں نہیں ہے اور جو اس کے خلاف جائے اس کی کوئی روپا نہیں ہے۔

(۶) شیخ محمد بن حجفرا کنانی (و۔ ۱۳۰۸) نے اپنی کتاب "نظم المتأثر من الحديث المتواتر" میں لکھا ہے: مختصر یہ کہ امام مہدی منتظر کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ متواتر ہیں۔

مقابلہ کر کے اخربیں عبد الحسن کہتے ہیں۔ امام مہدی کے متعلق حدیثوں کا انکار کرنا یا اس پر شک کرنا نہایت خطرناک ہے۔ ہم خداوند عالم سے ملامت اور عاقبت اور حرث پر ثبات قدم کی دعا مانگتے ہیں۔ مقالہ کے اختتام پر یونیورسٹی کے والش چانسلر شیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن بازیس نو تقریر کی اسے کیست کے تاریکان کی اجازت کے بعد اس محلہ میں شائع کیا گی۔ اس تقریر میں وہ بھتی ہیں۔ جناب شیخ عبد الحسن العاد نے جواب میں بیان کیا ہے وہ صحیح ہیں اور حق ہیں۔ امام مہدی کی بات علماء کے درمیان مشہور اور معروف ہے اور اس سلسلہ میں حدیثیں تسفیہ، اور متواتر ہیں۔ امام مہدی آخری زمانے میں است اسلامیہ پر خداوند عالم کی رحمت ہیں وہ ظاہر ہوں گے اور عدل و حکم کا تمکن کریں گے۔ قلم و جو کو ختم کرنے کے خداوند عالم کی رحمت ہیں اور یہیں کوئی دوسری کوئی دلیلت اور دلائل کویا گا۔

مدینہ منورہ یونیورسٹی (الجامعة الاسلامیة بالمدینۃ المنورۃ) کے ایجوکیشن بورڈ کے ممبر اور پروفیسر حناب شیخ عبد الحسن بن محمد العاد نے یونیورسٹی کے اہم سمینار میں ہیں میں یونیورسٹی کے والش چانسلر حناب شیخ عبد العزیز بن باز جو موجود تھے یہ ایم مقالہ پیش کیا۔ اس کا عنوان ہے "عقیدہ کا اہل السنۃ والآثر فی المهدی المنتظر" یہ مقالہ یونیورسٹی کے ترجمان "المجلة الجامعۃ الاسلامیۃ" سال اول شمارہ ۳۰ ذی قعده الحرام ۱۴۸۸ھ میں شائع ہوا۔ مقالہ کافی علمی اور تحقیقی ہے۔ یہ مقالہ کتابی سائز کے ۲۳ صفحات اور دس فصلوں پر مشتمل ہے۔

(۱) ان اصحاب کا تذکرہ جنہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور سلم سے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں حدیثیں نقل کی ہیں۔

(۲) ان علماء اور محدثین کا تذکرہ جنہوں نے اپنی کتابوں میں یہ حدیثیں نقل کی ہیں۔

(۳) ان علماء کا تذکرہ جنہوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تحریر کی ہیں۔

(۴) ان علماء کا تذکرہ جنہوں نے ان حدیثوں کو متواتر قرار دیا ہے۔

(۵) وہ حدیثیں جو امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ہے صحیحین میں نقل ہوئی ہیں۔ بعض وہ حدیثیں جو صحیحین کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں نقل ہوئی ہیں۔

(۶) ان علماء کا تذکرہ جنہوں نے ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے اور اس کو اپنا عقیدہ قرار دیا ہے۔

(۷) وہ لوگ جنہوں نے ان حدیثوں کا انکار کیا ہے۔ ان کی دلیلوں کا ذکر اور اس کا علمی جواب۔

(۸) ان باتوں کا تذکرہ بحسب اپنے متعارض ہیں اور ان کا جواب۔

(۹) حاصل کلام۔

جب جناب عبد الحسن نے اپنی مقالہ تمام کیا تو شیخ عبد اللہ بن باز نے اس مقالہ کو خوب سر ایسا کیا تھا کہ اور بعض مطالب کا اضافہ کیا۔

ذیل میں پڑھتی فصل کے بعض اقتیاسات پیش کرتے ہیں۔ جس سے یہ باتہ بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ عقیدہ صرف شیعیوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اہل سنت کے یہاں کئی نوعی عقیدہ موجود ہے اور اس عقیدہ کا ماننا لازم اور ضروری ہے۔ اس مقالہ کے عنوان سے یہ بات ظاہر ہے کہ وہ لوگ بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اتفاقاً کر رہے ہیں۔

اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

(۱) حافظ ابوالحسن محمد بن اشیب بن الابری السجزی (و۔ ۳۶۰) نے کتاب "مناقب الشافعی" میں لکھا ہے: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق سے جو حدیثیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل ہوئیں ہیں وہ متواتر اور مستغصیں ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام اہل بیت سے ہوں گے۔

# ۱۹ ایسویں صدی کا مددویت

## مددویت مدنٹان

۱۸۸۵

۱۸۲۸

غیر منطقی ہاتھ اس عقیدے کے متعلق بڑی جبارت سے کام لیا ہے اور انہوں نے سلف صالحین کے احوال و نظریات کی بھی پرواہیں کی۔ ان میں مصر کے عظیم تملکار احمد راین اور عظیم مفسر علامہ طنطاوى جو ہر سی پیش پیش نظر آتے ہیں چنانچہ ان دونوں علماء کا بیان ہے کہ عالم اسلام میں جتنی بھی ایسی شورشیں اور انقلابات ان مددویت کے دعویداروں نے برپا کئے اور مسلمانوں کو کمزور سے کمزور کرنے اور آپس میں خونریزی و فساد اور حجج و جہال ہوتے ان سارے فتنوں کے اسباب میں "ظهور مددی کا عقیدہ" ہی بنیادی سبب ہے۔ اس عقیدے نے آپس میں ایسے اختلافات پیدا کئے کہ مدت میں تفرقہ پڑ گیا۔ ان دونوں حضرات نے اس قسم کے بیانات کے ذریعہ مدت میں زہر پھیلانے کے مسلمانوں کے افکار کو اس عقیدے سے ہٹانا چاہا، جبکہ یہ عقیدہ اسلامی معاشرے میں تباہی مستقبل، امیدیں، استحکام، ثبات اور اطمینان کی صفائض لیتا ہے۔

اگر جناب احمد راین مصری اپنی فہم و فراست، عقل و بصیرت کے ساتھ ساتھ بصارت کو بھی بروئے کار لاتے تو وہ تاریخ اور جامعہ شناصی کی کتب میں ملاحظہ فرمائیتے کہ چاہے وہ حقائق ہوں یا نحقیقیں، حق ہو یا صلح، عدالت ہو یا امانت و صداقت، تمدن و تہذیب ہو یا تعلیم و تربیت، ترقی و جدیدیت ہو یا دین و مذہب، آزادی ہو یا جمہوریت، غرض کو ہر سلسلے سے مقادر پرستوں جاہ و منصب کے طالب اور حکومت و اقتدار کے دلدادہ، سبھوں نے زندگی کی ان قرروں سے بھی غلط اور ناجائز نامہ اٹھایا تھا، اٹھا رہے ہیں اور راحٹے رہیں گے۔ حدود یہ ہو گئی کہ ان مقادر پرستوں نے الوہیت اور بیوت کو بھی نہیں بخشناد پھر "عقیدہ مددویت" کو ایک پھر پوچھ، بے اصل عقیدہ ثابت کرنے کے لئے ایسی کمزور دلیلیں پیش کیں جھوٹوں نے ان کی فہم و فراست اور بصیرت کو اس حد تک داغدار بنا دیا۔ علمی اعتبار سے جس کے وہ مسحت نہ تھے۔ بہ حال ان تمام مخالفوں کے باوجود بھی کم از کم "عقیدہ مددویت" اتنا سخت عقیدہ تو گردانا۔ اور ظاہر ہے کہ استحکام اسی چیز میں ہوتا ہے جس کی کچھ اصل اور بنیاد ہوتی ہے۔ بنیاد ہونا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ایک اسلامی عقیدہ ہے۔

یہ تو یہ ہے کہ مددویت کے یہ جھوٹے دعویدار وجود میں نہ آتے تو خود عقیدہ مددویت ایک من گڑھت اور غیر اسلامی عقیدہ تصور کیا جاتا۔ لیکن صدر اسلام سے آج تک جس طرح جھوٹے مدعاں نبوت گاہے بگاہے وجود میں آتے رہے اور آج بھی کسی نو شہزادہ جہان میں کوئی نہ کوئی اس منصب حلیل کا دعویدار پایا جاتا ہو گا۔ اسی طرح مدعاں مددویت ابتدائی اسلام سے آج تک وجود میں آتے رہتے ہیں۔ حدتو یہ ہے کہ ایسویں صدی میں بعض افراد نے پہلے تو امام مہدی علیہ السلام کے نائب خاص ہونے کا دعویٰ کیا، کچھ دن اس امر کی تبلیغ کرتے رہے، جب دیکھا کہ اس دعوے سے دو کانزاری میں کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تو وہ وہی حضرات نبوت کا دعویٰ کر بیٹھی، کچھ دن دو کان میں اپنی نبوت کو سمجھا کر رکھا لیکن یہ حربہ بھی چند مقادر پرستوں کے سوا اور کسی پر موثق ثابت، شہو اوفدالی کا دعویٰ کر بیٹھی عرض کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ان جھوٹے دعویداروں کی وجہ سے الضاف پسند اور غیر جانبدار ارباب فکر و نظر پریبات واضح ہو گئی کہ "عقیدہ مددویت" کوئی من گڑھت اور کسی خاص اسلامی فرقے کا عقیدہ نہیں بلکہ وہ خالص اسلامی عقیدہ ہے جس کی بشارت خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کھروں کے درمیان اور کبھی صحابہ کرام کے میان میں بڑی وضاحت کے ساتھ دی۔

یغیر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بشارت سے یہ حقیقت کھلکھل سامنے آ جاتی ہے کہ "مددویت" کا عقیدہ اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کے انکار کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ایک مسلمان دائرہ کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب بیانیع المودہ سلیمان قندوزی حنفی نے روایت درج کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مَنْ أَشْكَرَ حُرُوقَ الْمَهْدِيِّ فَقَتَدْ كَفَرَ یعنی جس نے مددی ﷺ کے قیام و انقلاب سے انکار کیا بے شک اس نے کفر اختیار کیا۔ ایسی ہی ان گنت احادیث و روایات پائی جاتی ہیں۔

اس کے باوجود بعض صاحب نظر دانشور علماء نے عجیب غیریب اور

ساتھی رات ہرنے تک چھپے رہے اور رات ہوتے ہی چاروں طرف سے مصری فوجے پر یلغار کر دی اور پورے شکر کا صفائی کر دیا۔ اس فتح و کامرانی کے بعد مہدی ایک ایسا جگہ منتقل ہو گیا جو بالکل الگ لفڑک تھی اور جہاں جو بھی جعل کا امکان کم تھا۔ راستے میں اس کی ملاقات کچھ مقامی رہائشوں سے ہوئی جن سے پتہ چکار مہدی حکومت کے سبب پورے تک میں عوایی بے جی پائی جاتی ہے اور لوگ مطمئن نہیں ہیں غلاموں کی تجارت منسوخ ہو جانے سے معاشری تعادن بھی ختم ہو گیا۔

جبل غدیر میں ان کی مدد بھیر یوسف پاشا کے آدمیوں سے ہوئی جس کی وجہ سے اسے والیں ہونا پڑا۔ یوسف پاشا فشودہ (کوڈوک) کے مدیر تھے جنی ۱۸۸۲ء میں مصری حکومت نے یوسف پاشا کی سرمایہ میں چھہ بزار کا شکر مہدی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ایک رات مہدی کی سخت احتیاط کے باوجود یوسف پاشا کے شکر پر چخنوں مار کر سارے فوجیوں کو قتل کر دیا۔ اس کامیابی کے بعد مہدی کی طاقت میں اور کچھ اضافہ ہو گیا اور مال غنیمت کی لائچ میں بہت سے افراد اس کے ساتھ جاتے۔

۱۸۸۲ء میں نومبر کے شروع میں مہدی نے اپنی طاقت کا اندازہ لگا کر مخصوص کیا کہ وہ مصریوں کے مصبوط قلعے العبید پر قبضہ کر سکتا ہے چنانچہ العبید پر حملہ کرنے کے اسے اپنے قبضے میں لے لیا اور اس کو اپنی رہائش کاہ بنایا اور وہی سے حکومت کرنے لگا۔

مہدی سادہ سماجتہ اور سوچیں پیلوں پہنچا تھا۔ اس کے پیروکاری ایسا کے پارے میں اس کی نقل کیا کرتے تھے۔ یوں تو ظاہری طور پر بڑی صادقی سے زندگی کذرا اور بڑی سخیدگی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ ملا جلتا۔ لیکن خانگی زندگی بڑے عیش و عشرت کے ساتھ گذرا تھا۔ عورت محمد احمد کی بہت بڑی کمزوری تھی وہ بڑے مصروف خیز انداز میں دور راستتگی کی نقل کیا رہتا تھا۔ چنانچہ اپنی بُری کوام المومنین عالیہ پکار کرتا تھا اور اپنے مخصوص سماکھیوں کو صحابہؓ نبی اکرمؐ کا القب دیتے ہوئے تھا۔ مثلاً ابو بکر، عمر، حسن بن ثابت اور خالد بن ولید وغیرہ۔ اپنے عام سماکھیوں کا نام ”الفضل“ رکھتا تھا۔ محمد احمد اور اس کے ساتھی اپنے آپ کو در دشیں کے نامے روشنیاں کو لے تھے۔ بطاخہ ہر صدر اسلام کا ماحصل اور معاشرہ وجود میں لانا چاہتا تھا لیکن حقیقتاً ایسا نہیں تھا۔ اگر انگریزوں اور مصریوں نے سوڈان کے عوام پر ظلم و ستم کے پہاڑہ توڑے ہوتے اور وہاں کے اقتصادیات کو مفلوج کر کے نہ کر دیا ہوتا تو شاید کوئی نقلی مہدی وجود میں نہ آتا لیکن مظالم سے تنگ سوڈانیوں نے جیسے ہی انگریزوں اور مصریوں کے خلاف محمد احمد کو صفت آراہتہ ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ بھیت کی ہی سما راجحات دہندا ہے اور اسی لئے سوڈانی قبائل اس کے گرد جمع ہو گئے۔

محمد احمد جب پہلی بار جزیرہ اپا سے مَسْتَ پہنچا جو ”نیا“ کے پہاڑی سسلوں میں واقع تھا تو اس نے اس سفر کا نام ”بھرت“ تراویح۔ اس نے اپنے چار خلیفہ و جاوشین بھی منتخب کئے۔ چنانچہ پہلا خلیفہ عبداللہ التائیہ کو مقرر کیا اور اس کو ابو بکر کے لقب سے لواز۔ محمد احمد اپنی دلنشت میں قرآن کریم کی بنیادوں پر اپنی حکومت چلارہا حقاً لیکن حقیقت میں اس کی ایک جال تھی تاکہ قرآن کے نام پر عوام کو اپنے گرد جمع رکھ سکے۔ وہ حکومت کے لئے زکات اور خمس دلوں سی وصول کرتا تھا۔ لیکن اس کی تقسیم محمد احمد من مانے طریقے سے کیا رکرتا تھا۔ اس نے علم دین اور فرقہ کے مطالعہ کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔

اسی بنا پر شیعہ اور سنتی دلوں فرقوں سے لیے گاہ پرست اور جاہ طلب افراد اٹھے، جنہوں نے دوسرے مددویت کر کے دنیا میں اسلام میں انتشار پھیلایا۔ ایفیں جاہ طلب اور ہجاد ہوں کے مارے دعویداروں میں ”مہدی سوڈان“ بھی ہے۔

مہدی سوڈان کی پیدائش ۱۸۵۸ء میں سوڈان کے گاؤں دو لگا میں ہوئی۔ اس کا لعقل ایک کشتی بنانے والے خاندان سے تھا۔ یہی وہ مہدی اسکا نام نے سے زیادہ یورپی مالک میں شہرت پائی۔ اصل نام محمد احمد تھا اس نے امام مہدی ہوتے کا دعویٰ کیا، اس نے اپنے واسطے ”مہدی“ کا لقب اختیار کیا۔ ۱۲۲ سال کی عمر میں اپنے نمائشی زہد و تقویٰ کی بنیاد پر بزرگ شخصیت کا حامل بن گیا۔ بُوگ اس کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ چونکہ وہ ایک بہترین خطیب تھا اس نے بُوگ اپر اثر انداز میں عوام کو مصلیوں کے ظلم و جور سے اگاہ کرنے لگا۔ خصوصاً مہدی کے ظہور پر کافی زور دیا۔

رسول خدا مکا خود ساختہ اسٹاپ اور خلیفہ مسلمانوں کا نام نہاد مذہبی رہنا، جس نے سوڈان میں جہاں مصریوں اور انگریزوں کی ہی جلی حکومت تھی اس کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ چونکہ وہ ایک بہترین خطیب تھا اس نے اپنی سوڈان کے سامنے مصروفوں کے ظلم و جور کو اس انداز میں بیان کرتا کہ سوڈانیوں کے دلوں میں مصریوں کے خلاف نفرت پیدا ہوئی گئی۔ یہاں تک کہ سوڈانیوں میں مصریوں کے خلاف جذبہ بغاوت رکھنے پیشی دوڑ گیا۔ وہ اپنی آتشیں تقریروں میں مہدی کے ظہور پر کافی زور دیتا تھا اس کے بعد اپنے آپ کو مہدی کی طرف منسوب کرنے لگا جو مرنقلی مہدی کی ابتدائی سیاست ہوا کرتی تھی۔ آخر میں مہدی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا۔ وہ خود کو نبی اکرمؐ کی نسل سے ہونے کا دعویدار تھا اور شیعی مسک کے مطابق خود کو بارہواں امام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کا پیشہ کرتا تھا۔ دنیہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ سنویہ صوفی سلسلے میں داخل ہو گیا اور سفید رینی کے بیزیرہ، ”آبَا“، میں جاہر انسان سارا وقت عبادت میں گزارنے لگا۔ اس کے مہدی ہونے کے دعوے کی تصدیق پہلی بار جزیرہ، ”آبَا“، میں ہوئی جو خرطوم سے ۵۰ میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے۔ وہاں ایک جماعت نے اس کے باقیوں پر بیعت کی اور اس نے وہیں خفیہ طور پر اعلان کیا کہ وہ مہدی ہے۔

بعض مومنین کا ہنپاہتے کہ ستو سی سالہ صوفی اپنائے کے بعد کسی بنا پر کسی صلہ پر اس کا اپنے استاد سے اختلاف ہو گیا چنانچہ اس نے خود اپنے شاگرد جمع کرنے شروع کر دیئے اسی دوران مہدی ہونے کا دعویٰ کر رہیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنے کو آخری امام کہتا شروع کر دیا۔ اسے ابتدائی ہی میں عبداللہ التائیہ (خلیفہ) کی حمایت حاصل ہو گئی تھی چنانچہ عبداللہ التائیہ اس کو ایسے مقام پر چلنے کے لئے در غلایا جہاں جنگجو قبیلوں کو بغاوت کے لئے آسمانی سے آمادہ کیا جا سکے۔

۱۸۸۱ء میں حکومت مصر نے خرطوم میں حاضر ہو کر اپنی صفائی پیش کرنے کا حکم دیا۔ لیکن محمد احمد المعروف مہدی سوڈانی نے اس حکم کو نظر انداز کر کے تک کی تیاری سنبھال لی اور غیر مسلح اور آزاد خیال مسلمانوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔

مہدی حکومت نے اس کی اس مرکشی پر رُوف پاشا کی کمان میں دوسوکا شکر روانہ کر کے مہدی اور اس کے سماکھیوں کو کیف کر دار تک پہنچنے کا حکم دیا۔ گیارہ اگست کو مصری شکر جزیرہ، ”آبَا“ پہنچا اور مہدی اور اس کے سماکھیوں پر حملہ کر دیا۔ آتشیں اسلکہ نہ ہونے کی بنا پر مہدی اور اس کے

کھوہ کر سر کاٹ لیا اور اس کے سر کو انگلیند بھیج دیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ محمد احمد کا کاسہ سر آج بھی لندن کے برلش میزیم میں موجود ہے۔ خداوند عالم تم جھوں کو ایسے اقتدار کے بھوکے اور عوام کو اپنے دام تزویر سی پہنسانے والے مہدوں سے محفوظ رکھے۔

یہاں تک تو اس مہدی کا ذکر کیا گیا جس نے سودان میں وہاں سے "مہدویت" کیا اور جس کا نام محمد احمد تھا۔ اس کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش کر کے اپ کو روشنی میں کرایا اور جیسا کہ ہم ابتداء ہی میں عرض کر چکے ہیں کہ ابتدائے اسلام ہی سے مہدویت کا دعویٰ ہوتا ہوا اور وقت فوت مہدویت کے دعویدار وجود میں آتے رہے (اور اُس نے بھی اس کا امکان ہے) اور سادہ طرح یا پھر مقادر پست افزاد نے ان لوگوں کے دعوے کو قبول بھی کیا۔ جس میڈے بھروسے

کی مہدویت کا سلسلہ طرح تک نسل ابعاد نسلی چلا آ رہا ہے۔ اس دعے کی بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئیوں پر تھی جس میں آنحضرت صفت فریبا تھا کہ ہمارے الہیت میں سے ایک مہدی ظاہر ہوگا جو دنیا کو عدل والصفاف سے اس طرح بھروسے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہوگی۔ اس حدیث میں سے نام نہاد دعویداروں نے صرف اتنا ہی حصہ پا یا جس میں ان کا مفاد تھا۔ حالانکہ دیانت کا تفاصیل یہ تھا کہ روایات کے ان حصولوں پر جما نظر کی جاتی جن حصولوں اور فروضیے حقیقی مہدی کا شخص ہوتا ہے۔ چلے جاؤ یہ دیر کے لئے ہم یہ فرض کر دیں کہ مہدویت کے دعویداروں نے اپنی غرضی اور مال دینی کے حصول کے پیش نظر صرف اپنے طلب کے حقوق کو اپنے کہ مہدی ہوتے کہا دعویٰ کیا تو ان اربابِ نظر کیا ہو گیا تھا یا ہو گیا ہے جو اپنی دہانت و صورت کا دھنڈوڑا خود پیش رہے ایں اور ان مہدویت کے دعویداروں کی تبلیغ اور نشر و اشتاعت میں صرف اول میں دکھانی دے رہے ہیں اور زہر و دماغ اور عقل و بصیرت اور تحریر و تقریر کو بے چوں و پر اپنے لوگوں کے حوالے کر دیا ہے جو اپنے دعووں کی خود بھی اچھی طرح جانتے اور سچا ہستے ہیں اور جب ان سے عقل و منطق کی کسوں پر پھکتے کے باست آتی چہہ تو وہ نام نہادنا میں اور تشریحوں کے ذریعے اصل مسئلے سے کتر اک آجے نکل جاتے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم کم از کم قارئین کرام کو ان کی عقل و بصیرت کو واسطہ نہ کریں۔ کے سامنے سرکار سالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث شریفہ کو پیش کرنے ہیں جس میں مہدویت مہدی "کا تنذکرہ کیا گیا ہے بلکہ مہدی علیہ السلام کے اوصاف کا بیان ہو جو واضح افظuoں میں ملتا ہے جس میں کسی قسم کے تاویل کی قطعاً کو لی جگہ نہیں۔ دعویداروں کے ان احادیث کی بنیاد پر ظہور مہدی کا حوالہ فردی انکیں مہدی کے جواب اضافہ بیان کرنے سے تھے ان حقوقوں کے تنذکرے کو آن دیکھا کر دیا۔

اپنے حضرات ان احادیث کا حوالہ فردی اور ان احادیث میں بیان کردہ مہدی کے اوصاف کی روشنی میں ان مہدوں کو دیکھنے جواب کے تاریخ اسلام میں پیدا ہوئے اور عوام انس کی ایک معتقد تعداد کو علطا را پرداز کر اس دین سے خافتہ ہو گئے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَيْمَانَ، عَنْ مُوسَىٰ بْنِ أَبِي إِيْرَاقِةِ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَنْقُضْهُ الْأَيْمَارُ وَلَا يَدْهَبُ الْكَدْهُرُ حَتَّى يَمْلَكَ الْعَرْبَ، وَجَلَّ مَنْ أَهْلَ بَيْتِ

صرف تلاوت قرآن پر زور دیا کرتا تھا۔ البته قرآن متعلق بحث و مباحثہ کی سخت مانعت تھی۔ زہد اور ترک لذات کے اطمینان کے لئے اس نے دمیون کی طرح تھیا کو نوشی کو حرام قرار دے دیا تھا چنانچہ تھبا کو نوشی کو شراب نوشی سے زیادہ برا تصور کرتا تھا۔ وہ جھوٹے سے جھوٹی اور عمومی جرم کو معاف ذکرتا تھا۔

مصری اور انگریزی قبضے کی وجہ سے سودان بڑے نازک دور سے گزر رہا تھا۔ انگریزوں نے مہدی پر حملہ کرنے کے لئے ولیم ایک کی سرکردگی میں اس ہزار کا مہری لشکر روانہ کیا۔ سر لونبر کو مہدی مصریوں کے لشکر سے مقابلے کے لئے کشکل پہنچا اور اسے شرمناک شکست دی۔ اب تقریباً اسارے سودان پر مہدی کی حکومت تھی۔

دسمبر ۱۸۸۲ء میں سلاطین پاشا جو آسریا کا سابق فوجی افسر تھا سال پہلے جنگی ہم کے بعد مہدی سے شکست کھا گیا اور انگریز سودان سے فرار ہونے کی تیاری کرنے لگے۔ چنانچہ یورپی باشندوں کو سودان سے نکلنے میں مدد دینے کے لئے جنل چارلس جارج گورڈن کو روانہ کیا گیا۔ جنل گورڈن اس سے قبل سودان کے گورنر جنل رہ چکے تھے اور مقامی باشندوں کے درمیان کافی مشہور تھے۔ اس کے علاوہ محمد احمد جواب نام نہاد مہدی کے نام سے سودان کے سیاہ و سفید کا لکھ بیچا جنل اس سے کسی قسم کے مقاومہ کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا۔ خرطوم پر چکر ۱۸۸۳ء فروری ۱۸۸۴ء کو جنل گورڈن نے اعلیٰ ایم جاری کیا کہ وہ مہدی کی بوسودان کا حکمران قبول کر لیں گے اور غلاموں کی تجاوزت کی بھی اجازت دیں گے اگر مہدی سارے قبیلوں کو رہا کرے۔

مہدی نے ان کے فیصلے کو قبول کرنے کے بعد ۲۵ جولائی ۱۸۸۳ء کو خرطوم کی طرف مقابلے کے لئے لشکر روانہ کیا اور اکتوبر میں ٹھہر کا محاصرہ کر لیا۔ بہت دنوں تک کوئی تیجہ نہ برآمد ہوا اگرچہ سہدی کا لشکر یورپ کے عدید آتشیں اسلحہ سے ایسی مصری لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا لیکن طویل محاصرے سے ٹھہر میں ضروریات زندگی کی سخت کی ہو گئی۔ لوگ کافی بد جواں اور پریشان تھے۔ حالات کو اپنے محاافق اور موقعہ کو غنیمت جان کر ۲۵۔ ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کی شب میں اچانک مہدی کی فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں اور شہر میں استل و غارت تحریکی کا بازار گرم کر دیا۔ جنل گورڈن کو اس کے محل کے باہر قتل کر دیا گیا۔

انگریزوں کے ہاتھوں سے سودان بالکل نکل گیا اور مہدی کی خرطوم کو اپنے دارالحکومت بنایا۔ تاکہ اس کے پر و کسی مصیحت میں نہ پھنس جائیں۔ سودان کے پورے طور پر قبضہ ہونے کے بعد مہدی کا سے چارلز جوان بے سرحدیں بند کر دیں اور ریج کی بھی مانعنت کر دیا گی۔

۲۶ جون ۱۸۸۵ء میں بیعادی بخار کے بارہ صہیں میں امدرمان میں یہ مہدی نہیں، اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مردے سے پہلے محمد احمد نے اپنے پہنچ خلیفہ عبداللہ بن ایشی کو اپنے بھنگہ دست دی تھی لیکن ارادے کی نظری اور بزرگی کی بنا پر انگریز کوئی بھنگہ کے ہاتھوں اسے شکست کا مسئلہ دیکھنا پڑتا اور سودان پر دوبارہ انگریزوں کا قبضہ ہو گی۔ انگریزوں نے سودان پر قبضہ کے بعد نہاد ایک میٹنے میں ایک دعا کا خط اپنے گھر میں ہوئے اس کی قدر

جنگ و جدال اور قتل و غارت گری میں اضافہ ہو گیا اور روز بروز ہوتا جا رہا ہے۔ زیادہ دور نہ جائے خود ہمارے ہندوستان میں ان شیوں صدی میں حضرت مسیح احمد قادری اپنے صاحب نے دعویٰ فرمایا اور وہ بھی پنجاب سے۔ ہونا تو یہ چلپتے تھا کہ پوری دنیا نہ ہی کم از کم ہندوستان ہی میں عدل والنصاف اور امن و آشنا کا پرچم لے لتا۔ لیکن ہم سمجھی دیکھتے کہ ہیں کہ پہلے انگریزوں نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا اور ان محترم کی آنکھوں کے سامنے یہ سب ہوتا رہا اور آپ الصاف کی بات پہنچنے کے بعد نے خود بھی اور ان کے پیرو بھی انگریزوں کی تائید فرماتے رہے۔ محمد ہندوستان میں باہمی اختلاف کا جذبہ بڑھنے کے بعد ملک ہی تقطیم ہو گیا۔ پنجاب ہی سے ان کی مدد ویت کی تحریک شروع ہوئی اور وہی پنجاب اس طرح تعمیم ہوا کہ اب پنجاب کے بجائے "دو آب" اور "سد آب" ہو کر رہ گیا۔ اور آخر تک اس پنجاب میں ملک کے دوسرے خطوں کی طرح بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں کی طرح قتل و غارت گری اور ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں یہ تو اس مہربی کی شان نہیں جس سے خداوند عالم دنیا میں امن و امان اور عدل والنصاف قائم کرنے کے لئے بھیجے گا۔

یہ کیا بات حضرت باب جاپ علی محدث شیرازی صاحب کے لئے بھی کہی جاسکتی اور اس مصنفوں کی شش بخشی والے مہربی کو بھی اتنی پہنچنے سے ناپنا چاہئے اور ناپا جائے گا۔ جو کہ تفصیل و تشریح کی مزید تجھاشی نہیں اس لئے بلکہ اس اشارہ کر کے قارئین کو متوجہ کر دیا اور اس مصنفوں کا خاتمه کیا جا رہا ہے۔

میں توجیب جانوں کے بھروسے ساغر ہر خاص و عام  
یوں لو جو آیا وہی پس منوال بنتا گیا

یو اطی اسٹمہ اسٹمہ (مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ مصر ۱۳۱۲ھ جلد اصل ۲۶۴)۔ یعنی تو دنیا کے دن پورے ہوں گے اور رہی زمانہ اس وقت تک تمام ہو گا جب تک عرب پر ایک ایسے شخص کی حکومت نہ ہو جائے گی جو میرے اہل بیت میں سے ہو گا اور جس کا نام میرے نام پر ہو گا۔

اس حدیث کی روشنی میں دیکھئے کہ کیا مدعیان مدد ویت میں سے کوئی ان اوصاف کا حامل گزرا ہے۔ اگر اہل بیت رسول خدا میں مدادات بھی شامل کر لیتے جائیں تو ابھی تک تو ہمی دعویدار مدادات میں سے ہیں ایک عجم یہی پیدا ہوا اس سے میری کامرا حضرت سید بابہ ہیں اور دوسرے جانب سید محمد جو پوری ہیں جن کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ عرب کی بات تو جانے دیکھئے خود ان دو ملکوں پر جہاں انہوں نے ظہور فرمایا دونوں ہی مہربیوں کی حکومت کی بات الگ رہی بیچارے کسی خط کے تحصیلدار بھی زبان کے۔ ایسی صورت میں ان کا دعاوی مدد ویت کہیں تک درست ہے۔ اضفان آپ خود فرمائیں۔

(۲) عن أبي الطفْلِ عَنْ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَمْ يَبْيَقْ مِنَ الْأَدَهْرِ الْآيُومُ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَحْلِلُ هَايَدُلَّ كَمَا مَلَّتْ جَوَرًا (صحیح البخاری داؤد طبع مصر طبع تازیہ جلد ۲ ص ۲۰)۔ یعنی اگر زمانے کے خاتمے میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو یقیناً خدا و نبی عالم ایک شخص کو جو میرے اہل بیت میں سے بھیجے گا جو پوری دنیا کو اضفان سے اس طرح بھروسے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ صدر اسلام سے اب تک ان گنت مدد ویت کے دعویدار پیدا ہوئے اور سبھوں نے بڑے طلاق سے مددی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ لیکن کیا کوئی دنیا کو عدل والنصاف سے پر کر سکا۔ ہرگز نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہوا کرنے سے فتوؤں کے ساہنہ پر لئے فتنے بھی بیدار ہوئے اور عدل والنصاف کے بجائے ظلم و جور کا بازار اور بھی زیادہ گرم ہو گیا۔ امن و آشنا کا ماحول پسدا ہونے کے عوض

جو آج نظم گلتاں ہی انتشار میں ہے  
خلش سی ایک مری چشم اعتماد میں ہے  
تمہارا راعکس تو ہر نقش میں لگا رہا میں ہے  
تمہارا ذکر گلتاں کے تاریخ میں ہے  
انھیں کا نام مری روح کی لپکار میں ہے  
ہمیں نہیں ہیں، قیامت بھی انتظار میں ہے  
نظام گردش دوسریں بھی کہتے رہے  
جو ایک نظم سا دنیا کے کار و بار میں ہے  
یہی سمجھنے کا معیار نور و نار میں ہے  
پڑھیں مناز مصلی بچھا کے پانی پر  
نہ تھا سے ہاتھ میں لینے کی دیر ہے مولا  
وہ آخری سچے نبی اور یہ آخری ہے امشام  
پیونج کے سامنہ ہم لیں گے دم تو اے پیکر  
ہماری آخری منزل اُسی دیار میں ہے

لَمَّا دَرَرَ رَدَدَ  
لَمَّا حَلَّ حَلَدَ  
لَمَّا حَلَّ حَلَدَ  
لَمَّا حَلَّ حَلَدَ

از نتھج فکر: داکٹر سپیکر جعفری اُتر ولوی

# مَدْرَسَةُ الْسَّلَامِ وَالْمَهْدِيَّ

(۲) أَيُّنَ الْمُعْدُّ لِقَطْعٍ دَأْبُ الظَّالِمَةِ

کہاں ہے وہ جو ظلم کی پیر و کرنے والوں کو مٹا دے گا۔ اس جملہ سے مقالہ کے اختتام تک ان تمام پیش گوئیوں کا تذکرہ ہے جو امام کے متعلق ہیں پہاں جو بات قابل توجہ ہے وہ یہ کہ امام زمانؑ ظلم برگز برداشت نہیں کریں گے۔ چلپے وہ گناہوں کے ذریعہ اپنے نفس پر ظلم ہو یا کسی کے حقوقی یا مال پر ظلم ہو۔ کوئی خداۓ عز و جل کا آخری نمائندہ ظاہر ہو کر جب میزان عدل وال صاف قائم کرے گا تو خود ہمیں سراپا الصاف ہو گا۔

حسین بن خالد بھتے ہیں کہ کسی نے امام علیؑ بن موسی الرضاؑ سے دریافت کیا، یا یونَ رَشْقُ لِ اللَّهِ وَ مَنِ الْفَاتِحُ مُنْكَمِمٌ أَعْلَمُ الْبَيْتِ قَالَ: إِنَّ الْأَرْضَ مِنْ مَنْ وَلَدَ إِلَيْيَ ابْنُ سَيِّدِنَا إِلَّا مَا يُؤْتَهُ مَرْبُورٌ بِهِ الْأَرْضُ مِنْ كُلِّ حَقٍّ وَ يُقْدَرُ هَامِنْ كُلَّ ظُلْمٍ فَإِذَا حَرَّجَ أَشْوَقَتِ الْأَرْضُ سُنُورَكَ وَ وُضْنَعَ هَسِيْرَانُ الْعَدْلِ بَيْنِ النَّاسِ فَلَا يُظْلِمُ أَحَدًا... . . . . .

یعنی: اسے فرزند رسول، اپنے اہل بیت اہماء میں قائم کون ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: (قائم) میری نسل میں چوتھے ہوں گے۔ خدا کی نیز ان خاص کی سدار (جانب ترجیب) کے فرزند ہوں گے۔ خداوند عالم اپنے ذریعے زمین کو ہر جو ظلم سے پاک کر دے گا اور جب اپنے ہمارے فرمائیں گے زمین اپنے کو زر سے روشن ہو جائے گی اور لوگوں کے درمیان عدل کا ترازو و قائم کریں گے۔ پس کوئی بھی کسی دوسرے پر ظلم نہیں کرے گا۔

(۳) أَيُّنَ الْمُنْتَظَرُ لَا قَامَةُ الْأَمْمَةِ وَالْعَوْجَ

کہاں ہے وہ ذات اقدس جس کا ہر قسم کی بھی اور ہر طرح کے خلافات کو درست کرنے کے لئے انتشار کیا جا رہا ہے۔

آج اوروں کے ملک دعید سے قطع نظر ہم شیعیان اکی مدد کے عقیدوں میں اپنی کمزوری اور علم سے روز بروز دوڑی کی بنابر اپنے بھی نظریات کو پیش کر کے مذہب کے سرمنڈھا جا رہا ہے۔ ذاتی عقیدتوں کو عقائد کے جامے میں پیش کیا جا رہا ہے اور ہم ہیں کہ بغیر عقل کی کسوں پر کسے ہوئے اثبات میں سر ہلاکر سے قبول کر لیتے ہیں۔ ہر علامادم مخدود، مراجح کو سکتہ، دانشور حیران، یا احمد کیا ہو رہا ہے؟ ایک مرد موسن ذیلیں ہو رہا ہے اور ہم لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

دُعَاءٌ یعنی پکارتا یا مدد چاہنا۔ اور فندبہ کے معنی ہیں رونا یا بلند آواز سے گیر کرنا۔ شیعیم کتب احادیث میں دعاوں کے بارے میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ دعا و موسن کا سلسلہ ہے، ایمان کی جان ہے اور خلاق کائنات اور بندوں کے درمیان ایک اہم راستہ ہے۔ دعاوں کے ذخیرے میں ایک نایاب مولیٰ ہے ”دعا نہ ہے“ جو ایک مستند اور اہم دعا ہے۔ اس دعا کے مقامیم استغصی مخفی خیز ہیں کہ دل کی گھر ایوں میں اترتے چلے جاتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ الفاظ اور جملے کسی معمولی بشر کے نہیں بلکہ کسی ایسی ہستی کے کلمات ہیں جس کا براہ راست عالم مکوت سے راستہ ہے۔ اس دعا کو علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے زاد المعاد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام عصر علیہ السلام کے لئے نقل فرمایا ہے۔ اور محمد بن علی بن ابی قرقہ نے محمد بن حسین بن سقیان بن زوفی کی کتاب سے یہ دعا امام عصر علیہ السلام کے لئے نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ جیر شیعہ علماء جیسے سید رضی الدین بن طاؤس نے اپنی کتاب ”اقبال“ میں (ص ۲۹۵-۲۹۶) محمد بن جعفر مشہدی حائری نے ”الزار“ (دعا ۱۰) میں، نقطہ روشنی میں بھی المازر میں، علامہ مجلسی نے بخار الازار اور زاد المعاد میں، شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان میں اس دعا کو نقل کیا ہے۔ ایسے دیکھتے ہیں کہ اسی دعا میں امام علیہ السلام نے امام عصر علیہ السلام کی اعلیٰ شخصیت کا کس طرح تعارف کرایا ہے۔

(۴) أَيُّنَ بَقِيَّةُ اللَّهِ الَّتِي لَا تَخْلُو مِنَ الْعِثْرَةِ الْهَادِيَةِ

یعنی کہاں ہے پروردگار دو عالم کی آخری جنت، جہاں بیت اہماء اور عترت، طاہرہ رسالت کے پادیوں کی ایک کوئی ہے جس کے وجود سے یہ سلسلہ کبھی خالی نہ رہ سکتا ہے۔

یہاں ”القیمة الشَّدَّادَةُ“ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید کی آیتہ شرفیہ ”بَقِيَّةُ اللَّهِ حَسِيبُ الْكُمْرِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (ہود: ۷۶)“ ترجمہ، یقین خداوندی کیسا رئے لئے ہمیں ہو کا اگر تم موسن ہو“ سے اخذ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے زمین جنت خدا سے خالی نہیں، ہر کسی اور آج اگر کوئی رسول میں کی آل میں سے اس زمین پر باقی ہے تو وہ صرف اور صرف ہمارے امام حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں۔ حدیث میں ہے: مَكَلَّا الْحَجَّةَ لَسَاحَتُ الْأَرْضِ بَاهْلَهَا۔ اگر جنت الہی کا وجود نہ ہو تو زمین دھنس جائے۔ زمین کی بقاہ جنت الہی کے وجود کی دلیل ہے۔

کہاں ہیں وہ کہ جس کی ذات سے قرآن اور اس کے قوانین کو دوبارہ زندہ کرنے کی ایسید ہے؟  
ہاں! جس وقت امام زمانہؑ قرآن کے محکم اور واضح آیتوں کی روشنی میں خدا برآئیں کے معانی بیان فرمائیں گے۔ اس وقت عالم اسلام کو اذادہ ہو گا کہ وہ کون ہیں جیسیں لا سخون فی العلم کہا گیا ہے؟ لَكَ طَبٌ وَلَا يَا إِنْسَنٍ یعنی خشک و ترکے علم کا حامل کون ہے۔ اس وقت دنیا اس نور میں سے کتاب میں کی حقیقی تفسیر سے گی اور دل و جان سے اس مفسر الی کی باتوں کو قبول کرے گی۔

بدکمداد ولمند حضرات مذہب اور عقیدوں میں "دخل در معقولات فرمادہ ہیں اور ہم تائید میں دست و گریبان ہونے کو تیار ہیں۔ ملک آں محمد علیہم السلام الخلافات کی دھنڈ میں نظر میں اوجھل ہو رہا ہے اور ہمیں میں کہ خواب غفلت میں پڑھے ہوئے ہیں اس سے بڑھ کر ہماری کجھوںی اور ہمارا حقائق سے اخراج اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہماری اکھیں بدختانہ سرگرمیوں کو دیکھ کر معرفت امام رکھنے والا مرد مون من تراپ ترپ، گز گز اگر دخدا کے حضور میں فریاد کرتے ہوئے کہتا ہے پروردگارا! وہ تیرا آخری سنا مندہ کہاں ہے جس کی تو سے بشارت دیا ہے اور جیسے کے انتظار کو بہترین عبادت قرار دیا ہے، اسے اب جلد ہمارے درمیان بیچ یا کار ان کجھوں اور ٹیکھے بن کو انسانی اور مذہبی سماج سے دور کر دے جو ارباب ایمان اور انسانی معاشرے کی تباہی اور بربادی کا باعث ہیں۔

#### (۸) آیتِ محیٰ مَعَالِمِ الْمُلْدَّيْنَ وَأَهْلِهِ

کہاں ہے وہ جو دینی تعلیمات اور اس کے حامل افراد کو زندہ کرنے واللہ ہے؟ آخر الزمان میں علم اور علماء کو حقارت کی نکھوں سے دیکھا جائے ہے۔ دولت و شرودت، جاه و منصب اور حکومت و سلطنت کا بول بالا ہے۔ ایسے پُر اکشوب اور پُر آنندہ ما جمل میں واردت علی بن ابی طالبؑ آنَّا مَدْيَنَةُ الْعِلْمِ وَعَلَيْهِ بَارِبَعًا كا مفہوم واضح کرے گا۔

#### (۹) آیتِ قَاصِمٌ شَوَّكَةُ الْمُعْتَدِلِيْنَ

کہاں ہے وہ جو سرکشوں کی شان و شوکت و قوت جبروت کو خاک میں لالکر کر کے گا۔

#### (۱۰) آیتِ هَادِمٌ أَبْيَنَةُ الشَّرِيْكِ وَالنِّفَاقِ

کہاں ہے وہ جو شرک اور نفاق کی بنیادوں کو ڈھاکر زین بوس کر دے گا؟

اجع عالم تو حیدر پر چاروں طرف سے شکوک و شبہات کے جملے ہو رہے ہیں۔ شرک اور نفاق اس تکریں ہیں کہ اسلام کو بدنام کر کے اس کا نام و نشان مٹادیا جائے اور لوگ اس کے نام سے بیزار ہو جائیں۔ لیکن وعدہ الہمی کے قبلے میں تمام طاغوتی قوتوں کے منصوبے ناکام ہو جائیں گے اور وہ وعدہ یہ ہے:-  
**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ**  
**يُظْهِرُهُ لَعَلَى الْدِيْنِ الْكُلِّيْهِ وَلَوْكَرَةُ الْمُشْرِكُوْتِ** (صفیٰ)  
یعنی وہ ہی داہد ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دنیوں پر غالب کرے۔ لکھری مشرکین براہی کیوں نہ مانیں۔ اور اس دنیا میں صرف اور صرف معبود حقیقی کی عبادت ہوگی۔ ہمارا امام لوگوں کے دلوں کی کیفیت اور نیتوں کے مطابق ان پر فیصلہ صادر کرے گا۔ لہذا اگر کوئی منافق یہ سمجھے کہ اس کے اسلام کی بہلی صدی میں زندگی بس کر رہا ہوں تو اسے برلی ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

#### (۱۱) آیتِ مُبِيدُ أَهْلِ الْفُسُوقِ وَالْعِصَيَانِ وَالظُّفَّيَانِ

کہاں ہے وہ جو ضيق و محروم کا ارتکاب کرنے والوں، لگنا ہوں میں دو بے ہوٹے لوگوں اور امر الہی کے خلاف سر اٹھاتے والوں کو نیست و نابود کر دیگا؟

#### (۱۲) آیتِ حَاصِدُ فُرُّعِ الْغَيِّ وَالشَّقَاقِ

#### (۱۳) آیتِ المُرْتَجِي لِإِرَازَةِ الْجُحُورِ وَالْعُدُوفَانِ

کہاں ہے وہ امیدگاہ جو جبور و قسم اور ناصافی کا خاتمہ کرے گا۔ "مرتحی" لفظ رسمی سے بنائے یعنی حسن سے امید رکھی جائے۔ جب لوگ ساری حکومتوں سے مایوس ہو جائیں گے اور انہیں اس بات کا احساس ہو گا کہ اب سوچے ایک عالمی مصلح کے کوئی اور دنیا کے فسق و محروم، فسفة و فساد سے ہیں نجات نہیں دلا سکتا۔ چنانچہ تمام خلقت ساری امیدیں ایک ہی مرکز سے والستہ ہیں اور وہ ہے مرزا مامدت یعنی حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی ذات والاصفات۔

#### (۱۴) آیتِ الْمُدَّحِ لِتَحْدِيْدِ الْفَرَائِضِ وَالسُّنْنَ

کہاں ہے وہ ذخیرہ الہی جو واجبات و مستحبات کو دوبارہ زندگی بخشدے کے ہاں امام عصرؐ وہ ذخیرہ ہیں جن کو خلاف کائنات نے اس لئے ذخیرہ کے طور پر کھلہ ہے کہ جب واجبات و مستحبات کو اعتراضات اشکوک رکھنے کے جراحت بدل کر رکھ دیں گے اور بے دینی اپنی بے علمی سے اکھیں مردہ بنادے گی اس وقت امام زمانہؑ تشریف لاکر انہیں ایک نئی جیات طبیعت عطا کریں گے۔ اس کے بعد فرائض و واجبات اور مستحبات اس کی حقیقی شکل میں خلوص کے ساتھ ادا ہو گنجائیں اور ایمان کا پھر اس لذداز میں دور دورہ ہو گا کہ واجبات و مستحبات کو نظر انداز کرنے کی کوئی جرأت بھی نہیں کرے گا۔

#### (۱۵) آیتِ المُتَخَيِّر لِإِعَادَةِ الْمَلَكَةِ وَالشَّرِيعَةِ

کہاں ہیں وہ کہ جسے ملت اسلامیہ کو زندگی نو عطا کرنے اور شریعت مصطفویؑ کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے چنانگی ہے؟

آپ کے ظہور سے ملت اسلامیہ میں ایک نئی روح آجائے گی۔ شریعت مقدسہ کی صحیح پروپری ہو گی۔ رکوئی تفرق ہو گا اور نہ کوئی اختلاف اور آئیہ:-

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران: ۱۰۳)  
یعنی سب کے سب اللہ کرسی کو مصبوطی سے پکڑو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جاؤ۔ کو عملی جامہ پہنادیا جائے گا۔

#### (۱۶) آیتِ الْمُؤْمِلُ لِإِحْيَا الْكِتَابِ وَحُمْدُهُ

امام عصر کے اصحاب والنصار صرف اور صرف متقدی اور پہنچنے کا رہوں گے نہ کہ بد کار و گناہ کار افراد اور اس بات کا اعلان تو خود قرآن نے کیا ہے :—  
**وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ**۔ عاقبت اور انجام کا راستہ صرف پہنچنے کا رہوں کے نئے ہے۔

(۱۹) **آیتِ بَابِ اللَّهِ الَّذِي مَنَّهُ يُوقَتِي**  
کہاں ہے وہ اللہ کا دروازہ کر جس کے ذریعہ لوگ داخل ہوتے ہیں؟ اس فقرے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ علم و ایمان کی دنیا میں داخل ہو تو وہ فقط اہل بیت اطہار علیہم السلام کے دروازے سے داخل ہو سکتا ہے اگر اس نے کوئی اور راہ اختیار کی تو سوائے گمراہی کے اور کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔

(۲۰) **آیتِ وَجْهُ اللَّهِ الَّذِي إِلَيْهِ يَنْفَجَّهُ الْأَوْلَيَاءُ**  
کہاں ہے وہ وجہ اللہ (صفات الہی کا آئینہ) جس کی طرف اولیاً رخ کرتے ہیں ائمہ اہل بیت اطہار کی ہر فرد صفات الہی کا آئینہ ہے اور وجہ اللہ ہے وجہ اپنے ائمہ کی صورت۔ ظاہر ہے ائمہ کی کوئی صورت و شکل نہیں یکجا واجہ سے مراد ہے کہ لوگ اگر ائمہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیں اور سیلہ صاحل کرنا چاہیں توجہ خدا کے علاوہ اور کوئی ذریعہ کام نہیں اٹھے گا اور غیبت کے زمانے میں امام<sup>ؑ</sup> کی طرف متوجہ ہونا اور ان پر ایمان رکھنا واقعاً ایک بہت بڑی بات ہے اس بحث کے ذیل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: **يَا أَعْلَمُ! أَعْجَبُ النَّاسِ إِيمَانًا وَأَعْظَمُهُمْ يَقِنَّا فَوَهْرَ يَكُونُونَ فِي أَخِيرِ الزَّمَانِ لَمْ يَلْحَقُو النَّبِيُّ وَحَجَبَ عَنْهُمُ الْحُجَّةُ فَإِمَانُهُ أَسْقَاهُ عَلَىٰ بَيْهَا هُنَّ** (من لا یحضرن الفقيه)

یعنی اسے علی اخراز ممال میں ایک قوم ہو گی جو ایمان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز اور تغییں میں سب سے زیادہ عظیم ہو گی۔ یہ لوگ ہوں گے جو نبی کو یہ کام زمانہ نہ پایا گی اور جبکہ خدا (یعنی امام وقت) ان سے پو شیعہ ہو گا۔ ان کی ایمان کی بنیاد صرف کچھ تحریرات ہوں گی۔

(۲۱) **آیتِ السَّبَبُ الْمُتَّصِلُ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ**  
کہاں ہے وہ جو زمین و آسمان کے درمیان اتصال اور ربط کا سبب ہے؟ اگر کائنات جنت خدا سے خالی ہو جائے تو وہ اسی وقت تباہ ہو جائے گی کیونکہ جنت خدا محور کائنات ہے۔ وہ انسان کا مل ہے جس کے طفیل میں عالم امکان خداوند عالم سے فیض حاصل کر رہا ہے۔

(۲۲) **آیتِ صَاحِبِ يَوْمِ الْفَحْشَ وَنَاسِرُ رَأْيَةِ الْهُدَى**  
کہاں ہے وہ روز فتح کا مالک اور ہدایت کا پرچم ہترے والا؟ یہاں دعا پڑھنے والا ایک عجیب افسوس کا اظہار کرتے ہوئے غم میں مبتلا ہے کہ کب وہ ذلتیں برداشت کرے گا جو اسے غیبت کے دوریں اٹھان پڑ رہی ہیں، اور ان کا خاتمہ ہو گا اور پرچم حقانیت اتفاق پر ہترے گا؟

کہاں ہے وہ جو گمراہی اور شقاوت کی شاخوں کو کاٹ دے گا؟

(۲۳) **آیتِ طَامِسُ آثَارَ النَّسِيْخِ وَالْأَهْوَاعِ**

کہاں ہے وہ جو کجھ وی اور اراضی قلب نیز خواہشات نفسانی کے جملہ آثار کا نام و نشان ٹارے گا؟

امام زمانہ کی حکومت میں کوئی بھی انسان اپنے دل میں بغض، کینہ، عناد، وغیرہ جیسے امراض دبیا ریاں نے کرنے نہیں پھر سکتا۔ اور نہ ہی اپنی خواہشات نفسانی کی پریزوی کر سکتا ہے۔ امام زمانہ<sup>ؑ</sup> ایسے تمام لوگوں کی اصلاح فرمائیں تھیں الجتنہ اگر قابل اصلاح نہ ہوں گے انہیں اس دنیا سے رخصت کر دیں گے۔

(۲۴) **آیتِ قَاطِعُ حَبَابِ الْكَذَبِ وَالْأَفْرَاءِ**

کہاں ہے وہ جو جمیعت اور تہمت کی رستیوں کو ٹکرے ٹکرے کرنے والا ہے حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت میں جمیعت، مکاری اور فسیب کی کوئی جگہ نہیں۔ یہ وہ حکومت ہو گی جس کی بنیاد مولائے کائنات امیر المؤمنین علی بن ابی طالب<sup>ؑ</sup> نے ذاتی تھی اور امام عصر علیہ السلام اسی روشن پر حکومت کریں گے فرق یہ ہو گا کہ آپ<sup>ؑ</sup> کی حکومت میں طلبی اور زبردستیوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہو گی۔

(۲۵) **آیتِ مُبِيدُ الْعُتَادِ وَالْمَرَدَةِ**

کہاں ہے وہ جو بد کاروں اور نافرمانوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے؟ امام زمانہ علیہ السلام کی وہ ذات گرامی مرتبہ ہو گی جو ظہور کے بعد آپ کے حکم سے سرتاسری کرنے والوں، نافرمانوں اور باعنی و طاغی افراد کو تہ تیخ کر لیتی یکونکہ آپ کے زمانہ حکومت میں صرف اور صرف آیت قرآنی اور قوانین خداوندی کا نفاذ ہو گی اور اسی پر ساری خلقت کو عمل پیرا ہونا پڑے گا اور ذرہ برابر پونہ پڑا کی تکمیر نہ ہو گی۔

(۲۶) **آیتِ هُمَّتَ أَصْلُ أَهْلِ الْعِنَادِ وَالْقَنِيلِ وَالْأَحَادِ**

کہاں ہے وہ جو صمدیوں، ارباب ایمان سے بغض و عناد کرنے والوں گمراہوں اور مخدوں کا خاتمہ کرنے والا ہے؟

(۲۷) **آیتِ هُمَّنُ الْأَوْلَيَاءُ وَمَدِلُ الْأَعْدَاءِ**

کہاں ہے وہ جو جمیعون اور دوستوں کو عزت بخشنے والا اور دشمنان دین کو ذلیل و رسوا کرنے والا ہے؟

اس فقرے میں اولیاً لفظ مولیٰ سے اخذ کیا گیا ہے یعنی اگر کوئی امام زمانہ کی غلامی قبول کرے، امام زمانہ سے عزت بخشیں گے اور اگر کسی نے سرکشی کی تو اسے ذلت و رسوانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۲۸) **آیتِ جَامِعُ الْحَكْلَمَةِ عَلَى التَّقْوَى**

کہاں ہے وہ جو کلمات (صالح بندوں) کو تقوی کی بنیاد پر جمع کر لیا گا؟ لفظ کلمتہ قرآن کریم میں انسانوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں

**وَابْنُ حَدِيْجَةَ الْغَرْ أَوَابْنُ فَاطِمَةَ الْكُبْرَى**  
کہاں ہے وہ رسول خدا کا فرزند علی مرضی کا دلبند، خدیجہ روشہبین  
کا دلبہ اور فاطمہ بہری کا لخت جگہ۔ اس نظرے میں امام اپنا تعارف اپنے حسب  
ونسب سے کردار ہے ہیں۔

اس صخون میں ہم نے صرف ان فقولوں کا جائزہ لیا جو براہ راست امام  
زمانہ علیہ السلام کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان سے چنانہ باقیں  
سامنے آئی ہیں وہ یہ کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے ظہور میں تعجب ہو تو ہیں  
چاہتے کہ ہم ہر روز جمعہ اس دعا کو پڑھیں۔ لیکن اس دعا کا پڑھنا رسی نہیں ہونا  
چاہتے۔ ہم اس طرح پڑھنا چاہیے جیسے ہماری عزیز ترین فردہاری نگاہوں سے  
اوہ جعل ہو اور ہم اس کے فرق میں ترک رہے ہوں۔ بلکہ اس کے لئے خلوص نیت  
اور عمل مسلسل کی ضرورت ہے۔ ظہور امام علیہ السلام میں تعجب صرف تمناؤں اور  
آرزوؤں سے نہ ہوگی بلکہ اس کے لئے خلوص اور عمل کی ضرورت ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ جب امام زمانہ علیہ السلام تشریف لائیں گے  
تو وہ ظلم، جور، استیاد، گناہ، بدکاری، بے حیال اور شیطانی افعال  
کا خاتمہ کریں گے۔ دنیا کو عدل والنصاف سے بھر دیں گے۔ اگر ہم میں سے کسی  
میں بھی ایسی برائیاں پائی جاتی ہیں تو ہمیں فوراً اس کی اصلاح کر لینا چاہیے کیونکہ  
امام علیہ السلام قانون الہی کے نفاذ میں کوئی رو رعایت نہیں کریں گے۔

تیسرا بات یہ ہے کہ امام علیہ السلام کے اصحاب صرف وہ افادہ پہنچتے  
ہیں جو پہنچ کار، منازی، حائل قرآن اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں  
اگر ہم میں دین نہیں ہیں ہے تو خیر خانم امداد میں پہاڑے لئے کوئی جگہ نہیں ہے  
اکیسے ہم سب عہد کریں کہ ہم شب دروز امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور  
کے لئے دعا کریں گے اور ہر وہ کام الجام دیں گے جو ہمیں امام علیہ السلام کے نزدیک  
لے جائے اور اس نفع سے دور ای اختیار کریں جو ہمیں اپنے آتا وصولاً سے دور  
کر دے۔ اس لئے کہ اگر ہم خور کریں تو واقعی ہمارا اس دنیا میں اور کوئی نہیں مولنے  
اس کیم امام کو رکھ سکتے۔ اسیانہ ہر کوہ وہ بہار اعمال سے بیمار ہو جائیں۔ کیونکہ اگر ہمارے  
امام علیہ السلام کی طرف سے منح پھر لیا تو ہم کہیں کے درہ جائیں گے۔

**وَأَخْرَدَ عَوَانَاتِنَ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

## امداد رہو

جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو رکن و مقام کے دریان  
کھڑے ہو کر اعلان فرمائیں گے یا معاشر نسبتی؟ اسے میرے کماندارو! اسے  
مجھ سے قربت قریب رکھنے والو! اسے وہ افراد جنہیں خداوند عالم نے میرے ظہور سے پہلے  
میری نصرت دیا وہی کے لئے میں پر ذخیرہ کر دیا ہے! میری جانب دوڑوا اور حکم  
کی تعیین کرو۔ حضرتؑ کی اواز روئے زمین کے مشرق و مغرب کے گوشے گوشے  
میں ان حضرتؑ کے مددگاروں نکل پہنچ جائے گی اور وہ تمام افراد جو محرومیں میں  
یا اپنی خواجگا ہوں میں آرام کر رہے ہوں گے ایک ہی لمحہ ان حضرتؑ کی آواز من میں کے  
اوپر پران حضرتؑ کی طرف دوڑیں گے۔ (روزگار باری ایکمل ملیمان جلد ۱) (۲۵)

(۲۳) **أَيْنَ مُؤْلِفُ شَمْلِ الصَّلَاحِ وَالرِّضَا**  
کہاں ہے وہ جو صاحبان خیر و مرضی الہی کے مطابق عمل کرنے والوں کو  
متعدد کرے گا؟

(۲۴) **أَيْنَ الطَّالِبُ بِذِحْوِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَجْنَاءِ الْأَنْبِيَاءِ**

**أَيْنَ الطَّالِبُ بِذِمَّةِ الْمَقْتُولِ بِحَكْرِ بَلَاجِعِ**

کہاں ہے وہ جو انبیاء اور اولاد انبیاء کے خون کا انتقام لے گا؟ کہاں  
ہے جو کربلا کے شہداء کے خون کا انتقام لے گا؟

ہاں یقیناً امام زمانہ علیہ السلام اس فقرے پر پہنچ کر لے حدگیر فرمائے  
ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے جلا دا ایک رات میں ستر پیغمبروں کا قتل کیا کرتے  
تھے لیکن پروردگار عالم نے ان کی رسی دراز کر کھی تھی۔ انتہا تو واقعہ کربلا  
میں ہوئی جب یزید ملعون نے ایسی بربریت کا مظاہرہ کیا جس کی مثال تاریخ  
بشریت میں نہیں طلتی۔ ہم وصالب کربلا کو غیر معصوم کی زبانی سن کر بھی زار و  
قطار گریکرتے ہیں اور ہمارا مظلوم امام تو سارے واقعہ کو اپنی اشک آسودگوں  
سے خود بھیتھا ہے۔ جیسا کہ آپ خود زیارت نامیہ میں فرماتے ہیں: —

**فَلَا تَنْدُبْ بَنَّ عَلَيْكَ صَبَاحًا وَمَسَاءً وَلَا جَنَاحَيْنَ**  
**عَلَيْكَ بَذَلَ الدُّمُوعَ دَمَّاً۔** اسے جد مظلوم! یقیناً میں  
آپ پر صبح و شام گریکرنا رہتا ہوں اور اشک کے بجائے خون کے آنسو ہیتا  
ہوں۔ بلاشبہ، انتقام خون حسین امام زمانہ علیہ السلام کے سرپرست ہے۔

(۲۵) **أَيْنَ الْمَنْصُورُ عَلَى مَنِ احْتَدَى عَلَيْهِ وَاقْتَرَى**  
کہاں ہے وہ جسے ہر ظلم و تعدی کرنے اور کذب و افتری سے کام یعنی دولت  
تائید خداوندی سے فتح و کامرانی حاصل ہو گی؟

(۲۶) **أَيْنَ الْمُضْطَطُ الَّذِي يُجَاهَ إِذَا دَعَا عَلَى**  
کہاں ہے وہ مضطط و پریشان کر جب وہ دعا کرتا ہے تو اس کی دعا مستجا  
ہوتی ہے؟ — اس نظرے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آئینہ قرآن "آمَنَ  
يُجَاهِيْبُ الْمُضْطَطَ" اذَا دَعَا عَالَةً وَيَكْشِفُ السُّوءَ  
یہ مضطط ہمارا مصیبت زده امام ہے جو ہمارے لئے پروردگار سے دعا کرتا ہے  
اور ان کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اگر اس وقت اسلام اور مسلمانوں کی گرفت ہری  
حالت کو دیکھ کر درمنداور مخلص مسلمان مضطط و پریشان رہتا ہے جبکہ بھی  
سارے واقعات کا علم نہیں اور وہ دل کی زبانوں سے باخبر نہیں۔ تو امام و قدس  
کتاب زیادہ مضطط و پریشان ہوں گے جن کے سامنے تمام واقعات ہیں اور جو ظاہر  
دباطن ہر ایک کی خبر رکھتے ہیں۔

(۲۷) **أَيْنَ صَدْرُ الْخَلَائِقِ دُوَالِبِرِ وَالْتَّقْوِيِ**  
کہاں ہے وہ جو تمام محلوقات اور نیکو کاروں اور صاحبان تقوی کا سید و مرجع

(۲۸) **أَيْنَ إِبْرَيْمِ الْنَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَابْنِ عَلَيِّ الْمُرْتَضَى**

# مسنون سادھا ۔ ۱

چونکہ "الغوث" میں کوئی قید و شرط نہیں ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ہر ایک کے لئے فریاد رہیں ہیں۔ دنیا کے کسی بھی گوشے سے کوئی بھی کسی وقت کسی بھی مشکل کے لئے آواز دے آپ اس کی مشکل حل فراہم ہیں۔ ایک وقت میں صرف ایک ہی آدمی تو اپ کو آواز دیتا ہے بلکہ سبکھڑوں، ہزاروں، لاکھوں افراد دنیا کے گوشے گوشے سے اپنی اپنی زبان میں آپ کو پکارتے ہیں اور بعض تو لیسے ہوتے ہیں جو زبان سے فریاد کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ خود جسم فریاد ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ:-

- (۱) ایک کی آواز دوسروے کی آواز سختے میں حائل ہیں ہوتی ہے۔ یہ عام انسان کی محدودیت ہے کہ وہ ایک وقت میں صرف ایک ہی کی آواز سن سکتا ہے اور ایک ہی کو جواب دے سکتا ہے اور اگر سب لوگ ایک ساتھ آواز دینے لگیں تو وہ کسی ایک کو بھی جواب نہیں دے سکتا ہے وہ تشخیص ہی نہیں کر سکتا کہ کون کس کی آواز ہے۔
- امام علیہ السلام کا ہر فریادی کی فریاد رہی کرتا تھا اور یہ بتا رہا ہے کہ آپ بھی وفات

سے ایک آواز کو سختے بھی ہیں تباہ کرنا یہ تباہ ہے کہ آپ بھی کرتے ہیں۔

(۲) لوگ صرف ایک زبان میں تو آواز دیتے نہیں ہیں بلکہ ہر ایک اپنی اپنی زبان اور اپنے اپنے لہجے میں پکارتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام دنیا کی ہر ایک زبان اور اپنے سے اوقف ہیں۔ تب ہم تو تکلیف کا ثابت کے امام ہیں وہ لوگ انتقال کی امامت کیا کریں کے جو ان کی زبان و بیان سے بھی واقعیت نہ ہوں

(۳) پکارنے کا کوئی وقت معین نہیں ہے بلکہ ہر وقت فریاد کرتے ہیں۔ یہ کیونکہ مشکل کا کوئی وقت معین نہیں ہے کہ کون سی مشکل اچھائے کے معلوم ۔ لہذا فریاد کا وقت معین نہیں ہے۔ لیکن امام علیہ السلام ہر وقت ہر ایک کی فریاد کرنے رہتے ہیں۔ خواہ دیسی یا ری عالم نہیں ہوتی۔ اس سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس امام علیہ السلام کے اختیارات اس قدر وسیع ہوں اس کے لئے غنیمت و حضور کا کوئی سلسلہ نہیں ہے وہ غنیمت میں بھی اسی طرح فریاد کرسی ہیں جس طرح حضور میں یہ کوئی نہ کہا ہے تاہم ہر کوئی جایاں نہ بھی کسی ایک جگہ کے لئے حاضر ہیں گے بقیرہ لوگوں کی نظر وہ سے تو غایب ہی اڑیں گے ماں کے سے واخچے اتنا کام ہے کہ خیرت فریاد کرسی کی راہ میں حائل نہیں رہے۔

(۲) فیلارمونیک سی خاص مشکل سے محفوظ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی مشکل ہر نظر فاقہ  
مرعنی زیبیاری، گھر کاں اولاس، تعلیم و تربیت، اقتصادی، سماجی، سیاسی، حفاظتی  
مشکلات، ذلت، خوبی، اخلاقیات، دین، برجست، آخرت..... کوئی مشکل ہر  
یکیوں مشکل ہو۔ لیکن مشکل سے رہنے کی دلائی ہی۔ اس سے امام علیہ السلام کے دعیج  
اخلاقیات کا پتہ جلتے ہے زین و آحانت، بر بھر، بخداوت و بنا ناست، یوران و اخلاقی  
جزوں کے سے ہر کوئی پہلو پر کامیاب ہے، اور پر کامیاب کا پتہ خرابی بردار ہے۔  
ایک دوسری نظر سے کھر ص ۱۰۰ مشکل و نظر ناچار ہے ہر توہنیاں اپنے دلائی

**وَيَكُمْ وَيَقْسِنُ الْهَمَّ وَيَكْشِفُ الْضُّرَّ**  
 آپ ہی کی بدولت ہم دشمن سے نجات ملتے ہے اور پریشا نیاں دور ہوتی ہیں۔  
 (زیارت جامعہ) \_\_\_\_\_  
**وَلَوْلَا ذَلِكَ لَنَزَّلَ بِكُمُ الْلَّوَاءَ وَأَصَطَّلَمَ كُمُ الْأَعْدَاءَ**  
 اگر ہم تھاری حفاظت رکرتے ہوتے تو شدید بلا یہیں تھیں گھیر لئیں اور شم من تمھیں نیت  
 دناب درکر دیتا \_\_\_\_\_ (توقيع حضرت جنت، احتجاج طبری ۲/۷۹)

انسان متصاد صفات کا حامل ہے۔ کبھی وہ اس قدر نظر اور جری ہو جاتا ہے کہ بڑے بڑے معکر سر کر لیتا ہے۔ جنگلوں، بیباںوں کو ایکلے ہی طے کر لیتا ہے۔ سمندر کی گھرائیوں اور فضائی بلندیوں میں سفر کرتا ہے۔ اور کبھی اس قدر ڈرپوک اور خوفزدہ ہو جاتا ہے کہ اندر یہ اور اپنے سامنے سے ڈرنے لگتا ہے۔ مشکلات کے دور ہونے میں تاخیر ہوئی تو اواهام و خرافات کا شکار ہو جاتا ہے۔ مشکلات وہ ہیں جو بڑے بڑے سور ماوں کو گھلا کر ختم کر دیتی ہیں۔ انسان کی حالت اس وقت قابل دید ہوتی ہے جب مشکلات کا بحوم تو پہ مکر کوئی مشکل کُشا ہو۔ اور اگر مشکل کُشا موجود ہو تو بڑی سے بڑی مشکل آسان ہو جاتی ہے اور لا اعلای محض کاملاً اسے ہو جاتا ہے۔ دل سنبھل جاتا ہے ارادہ قوی ہو جاتا ہے۔ نکر و خواس قابو میں رہتے ہیں۔

خداوند عالم نے جہاں ہیں ہر طرح کی نعمتوں سے نزاکتیے وہاں ایک اور عظیم نعمت عطا کر دے وہ بے مشکلات، پریشانیوں، مصائب و کام ..... ہیں اب بیت علیہم السلام کا واسطہ اور واسطہ ریدہ عظیم نعمت ہے جس کی بنیاد پر محب اب بیت علیہم السلام کبھی کبھی کسی بھی مشکل سے گھر آتا ہے۔ جس قدر مشکلات و مصائب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اب بیت علیہم السلام سے توصل و تقریب پڑھاتا ہے۔

اَدْرِكْنِي اَدْرِكْنِي وَلَا تَذَدَّ عَنِي فَإِنِّي ذَلِيلٌ عَمَاجِرُ  
 (اسے ابوالقاسم (یہ امام کی کنیت ہے) میری فریاد کو پہنچئے۔ اسے اباصلے  
 المهدی (یہ بھی امام کی کنیت اور لقب ہے) میری مدد فرمائیے میری مدد فرمائیے۔ مجھے  
 نہ ہانجھوڑیے۔ میں ذلیل ہوں بلے چارہ ہوں عاجزو ناقوس ہوں)

(ج) ایک دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ وَلِيِّكَ وَحْجَتِكَ  
 صَاحِبِ الرِّزْمَانِ إِنَّا أَعْتَنَى بِهِ عَلَى جَمِيعِ  
 أُمُورِي وَكَفَيْتَنِي بِهِ مَوْتَنَةً كُلِّ مُوْدٍ  
 وَهَانِغَ وَبَارِغَ وَأَعْتَنَى بِهِ فَقْدَ مَلَائِكَةَ  
 مَجْهُوْدِي وَكَفَيْتَنِي كُلِّ عُدُوقَ وَهَمَّ  
 وَغَمَّ وَدِينِي وَلَكِي وَجَمِيعِ أَهْلِي وَأَعْوَانِي  
 وَمَنْ يُعْنِينِي أَمْرُكَ وَخَاصَّتِي أَمِينِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 (بخار الافوار ج ۹۲ ص ۳۵)

پورا گاریں تیرے ولی تیری جنت (آخر) صاحب زمان کے حق کے  
 ذریعہ تجوہ سے سوال کرتا ہوں۔ میرے مسائل میں میری مدد فرماء۔ ہر مودی، بااغی اور  
 سرکش کے شر سے میری حفاظت فرم۔ حضرت کے ذریعہ میری مدد فرماء۔ میری کوششیں  
 انہما کو پہنچائی ہیں۔ ہر طرح کے دشمن، ہم و عنم اور قرض کو مجھ سے میری اولاد سے  
 میرے تمام اہل خاندان سے میرے بھائیوں سے اور ہر وہ شخص جس کی ذمہ داری  
 میرے سبز ہے میرے قریب لوگوں کو سنجات مرحمت فرم۔ آمین۔ اے ساری کائنات  
 کے پورا گار۔

(۵) ابوالحسن محمد بن ابیاللیث<sup>ؑ</sup> کو بادشاہ وقت سے قتل کا خطہ  
 تھا۔ اس خوف سے ابوالحسن نے شہر ترک کر دیا اور قبرستان میں پناہ لی تھی جو حضرت  
 امام زمانہ علیہ السلام نے ان کو مندرجہ ذیل دعا تعلیم دی جس کے پڑھنے کی برکت سے  
 ابوالحسن کو قتل سے سنجات مل گئی اور جان پچ گئی۔ وہ دعا یہ ہے:-

اللَّهُمَّ عَظُمُ الْبَلَاءُ وَبَرِّ الْخَفَاءُ وَانْقَطِعْ  
 الرَّجَاءُ وَانْكَشِفْ الْغُطَاءُ وَضَنَقْتَ  
 الْأَرْضُ وَمُنْعَتِ السَّمَاءُ وَالْيَمَّ يَارَبِّ  
 الْمُسْتَنْكِي وَعَلَيْكَ الْمُعَوْلُ فِي الشَّدَّةِ وَالرَّحْمَاءِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أُولَئِي الْأَمْرِ الْذِيْنَ  
 فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ وَعَرَفْنَا بِذِلِّكَ  
 مَنْزِلَتَهُمْ فَفَرَّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجَاعًا حَلَّا  
 قَرِيبًا كَلْمَحَ البَصَرِ أَوْهُوَ أَقْرَبُ يَا مُحَمَّدُ  
 يَا عَلَى يَا عَلَى يَا مُحَمَّدُ، إِكْفَيَا فِيْنَا كُمَا  
 كَافِيَايَ، وَانْصُرْا فِيْنَا كُمَا نَاصِرَايَ، يَا مُولَىيَ  
 يَا صَاحِبَ الرِّزْمَانِ، الْغُوثَ، الْغُوثَ، أَدْرِكْنِي  
 أَدْرِكْنِي، أَدْرِكْنِي۔

(۶) مرا محمد سعید کے پیروں میں درد شروع ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ورم آگیا۔  
 درد اتنا تھا کہ سیدھا چلنام مسئلک مھا، لنگدا کر چلتا تھا۔ ڈاکٹر کمال علیج کیا، وقتی  
 فائدہ ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد درد پھر شروع ہوا۔ اور پورے پیر میں مواد بھیل گیا۔  
 یہاں تک کہ جسم کے بقیہ حصے بھی اس سے متاثر ہو گئے۔ جگہ جگہ سے مواد بہتا تھا۔

بھی خود ایجاد کرتے ہیں۔ ڈاکٹر طبیب ملین کو شفایا ب کرنے میں وقت اور دو دا کے  
 محتاج ہوتے ہیں لیکن جب وہ شفایا چاہتے ہیں تو بس چشم زدن میں شفاف مجاہتی  
 ہے۔ ز وقت درکار ہے اور زندو اور اکی صورت جب درخت کو شمردار کرنا چاہتے  
 ہیں تو بس زمین میں بیچ ڈالا اور تناؤ درخت تیار۔

ان چند باتوں پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام خداوند عالم  
 کی صفت "غیاث المستغثین" کے مظہر تقام اور آمیثہ تمام ہیں۔ جس طرح وہ ہر ایک  
 کی آواز کو سستا ہے ہر ایک کی زبان کو جاننا ہے ہر وقت فریاد سستا ہے اور ہر  
 ایک مشکل کو دور کرنا ہے۔ لبیں فرق صرف یہ ہے کہ یہ صفت خداوند عالم کی ذات  
 ہے اور اسی نے امام علیہ السلام کو یہ صفات عطا نہیا یا ہے۔ وہ خالق یہ مخلوق اور وہ  
 واجب اور یہ ممکن ہیں۔

اس بحث کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے ذیل میں چند دعاؤں اور استغاثوں  
 کا تذکرہ کریں گے تاکہ مشکلات میں اپنے امام علیہ السلام کو ان الفاظ سے یاد کریں  
 لیکن اس کے ساتھ کچھ آداب کا تذکرہ کریں گے کیونکہ جس کو پکارنا ہے اس کے آداب  
 سے واقعہ ہونا ضروری ہے۔

(۱) با و صفو ہو۔ پائیزہ کپڑے بدن پر ہوں۔

(۲) استغفار کرے۔

(۳) محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود وسلام بھیجیے۔

(۴) امام علیہ السلام کو حاضر و ناظر جانتے گویا حضرت اس کو دیکھ رہے ہیں اور  
 وہ حضرت کے سامنے کھڑا ہے اور حضرت اس کی باتوں کو سن رہے ہیں اور اس کی ہر  
 مشکل حل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ خداوند عالم کی جانب سے جس پر بھی نیوں  
 و برکات، نعمتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں سب حضرت کے وسیلے سے نازل ہوتی  
 ہیں۔ شب قدر میں سارے امور صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں آتے ہیں۔

(۵) اس بات کا لیقین رکھ کر حضرت اپنے شیعوں اور دوستوں کو ان کے والدین  
 اور اعزہ و اقربا سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے ہم اپنے شیعوں کو  
 اتنا زیادہ عزیز رکھتے ہیں کہ جب ان کو سجاہ آتا ہے تو حارثہ ہم مکوس کرتے ہیں۔

اس کا ایک اثر یہ ہے کہ جس کے سامنے ہم اپنے مسائل پیش کر رہے ہیں وہ ہمارے والدین  
 سے زیادہ ہم پر شفیق و ہمہ ران میں ہندا ہو ہماری مشکلات کو ضرور بالضرور حل فراہیگے۔

(۶) خدا کی بارگاہ میں اپنے گھانہ ہوں سے واقعی توبہ کرے۔ تاکہ وہ قلبی طور پر امام عصر  
 علیہ السلام سے نزدیک ہو سکے خواہ قلبی گناہ ہوں اور خواہ جسمانی۔

(۷) اگر کسی برادر موم کو ستایا ہے یا اس کا دل دکھایا ہے تو اس کو لپٹے سے راضی  
 کرے جب ہمارا دل ایک دوسرے سے صاف نہیں ہو گا تو امام عصر علیہ السلام کی خدمت  
 میں کس طرح مکدر دل لے کر جائیں گے۔ کیونکہ جہاں بیوں کا دل دکھانا خدا، رسول اور  
 امام کو پسند نہیں ہے۔

(۸) اس کے بعد دعا شروع کرے اور اس کی قبولیت کا لیقین رکھ۔

حسب وعدہ ذیل میں چند دعائیں اور استغاثے نقل کرتے ہیں:

(الف) یَا مُحَمَّدُ، یَا عَلَى، یَا فَاطِمَةُ، یَا صَاحِبَ الرِّزْمَانِ  
 اَدْرِكْنِي وَلَا تُهْلِكْنِي

(ب) صحرائیں یا کسی وسیع اور تنہا جگہ پر سرہنہ ہو کر اس طرح فریاد کرے:  
 یَا اَبَا الْقَاسِمِ اَغْثِنِی۔ یَا اَبَا صَالِحِ الْمَهْدِی

کی خدمت میں پیش کرتے ہیں)۔

**يَا عُثَمَانَ بْنِ سَعْيَدٍ وَيَا مُحَمَّدِ بْنِ عُثَمَانَ  
أَوْ صِلَادَ قَصْنَى إِلَى صَاحِبِ الرَّمَانَ صَلَوَاتُ  
اللَّهِ عَلَيْهِ۔**

خداؤنہ ام سب کو حضرت بقیۃ اللہ ولی عصر امام زمانہ حضرت جنت بن الحسن العسکری ادا حنا نہادہ سے نزدیک سے نزدیک تر فرمادا ان سے توسل و استغاثہ کرنے کی توفیقات عنایت فرمادا اور ان کی حاکم قدم کے صدقہ میں ہم سب کو روزگار کے فتنہ و فساد، تباہی اخلاق، بر بادی دین، عیوب قلب، بے توفیقی، بے عملی سے بنجات مرحت فرمادا۔

پور و دکارا ہم سب کو انصار حسینی علیہم السلام کے صدقہ میں امام زمانہ علیہ السلام کے مخلص غلاموں میں شمار فرمادا۔

## بقيه : اسپاٹ ٹھر نجیپت حضرت حجت مج

میں یکین مسلمان ہیں کہ شیدید سرزی اور شدید گرمی کا ہزار کے معتدل موسم کی تلاش میں ذرا ڈھن کا ناظم ہر کرتے ہیں اور سریجہ یہ ہوتا ہے کہ مولائے مقیمانؑ کو جام شہادت نوش کرنا پڑتا ہے۔ یعنی سبی ہمارے سماج کا حال ہے اسی لئے تمام یاقوت غیبت کا سبب ان لفظوں میں یا پڑتا ہیں: مروان ابخاری کا بیان ہے کہ امام محمد باقرؑ کا ایک خطبہ ہو چکا ہے جس میں تحریر تھا «جب خداوند عالم نے لوگوں کی ہمسایعی گونا پند فرمایا تو ہمیں عام لوگوں کے درمیان سے دور کر دیا ہے» (مہدی موعود، بخار جلد ۳ اور جلد ۱)۔

آخریں عرض کرتا چلوں کہ امام زمانہ علیہ السلام خداوند امر کو پند نہیں فرماتے کہ لوگ سبب غیبت کو جانتے پر اصرار کریں اور زور دیں کیونکہ خداوند عالم کے اسرار میں سببے ہے اور اس کے پس پر دھماکی حکمت پوشیدہ ہے۔ خداوند عز وجل نہیں چاہتا کہ غیبت کے بارے میں سوال کیا جائے کیونکہ یہ مختصر ہے ہی حق میں بڑا ہے کیونکہ وہ اگر تمہیں معلوم ہو جائیں تو تمہیں جو گئی تھیں چنانچہ اس سلسلے میں ایک روایت پیش خدمت ہے: «ناجیہ مقدسہ سے امام زمانہ علیہ السلام بن عثمان (آپ کے دوسرے نائب خاص تھے) کے ذریعہ تحریر فرمایا۔ جہاں تک واقع ہونے والی غیبت کے سبب کا تعلق ہے خداوند عز وجل فرماتے ہے: اسے ایمان والوں ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو کہ اگر تمکو معلوم ہو جائیں تو تمہیں جو گئی معلوم ہوں اور تم اس سے منتظر ہو جاؤ (مہدی موعود، بخار جلد ۱۲ اور جلد ۱۳)۔

اس روایت سے یہ بات بالکل واضح ہے جہاں تک واقع ہونے والی غیبت کے سبب کا تعلق ہے و عمل کے بارے میں اپنے الگی اور اندازے ہیں لگانے چاہیں۔ البتہ موصویں ۶ صحیح کیان فرماویں تو تمہیں جو گئی معلوم ہوں اور تم اس سے منتظر ہو جاؤ کہ اسی پر اکتفا کر لیا جائے۔

البتہ زمانہ غیبت کو نجت فرمادے ہوئے ہیں اسی خاصی جانے۔

اور ارشادات بھروسی کی پر وکارستے ہوئے ایک باعل شیم نہیں تاکہ جب حکم خدا سے حضرت جنت عجل اللہ تعالیٰ فوجہ کا ظہور ہو تو ہمارا جذبہ بجست کام اٹے اور اگر کم زمانہ ٹھہر کو نزدیکی میں پالیں تو حضرت کی ہمدردی میں وہ مسلمان اسلام سے مقابلہ کر سکیں اور شہزاد کو بلا کا ہمراور انسقام لیں جس کے لئے ہم ابتداء شہادت حسینی سے خون کے آنسو ہمارے ہیں۔

کسی دوسرے کوئی فائدہ نہیں تھا ہر روز مرض میں اضافہ ہو رہا تھا۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ پاؤں زمین پر رکھا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ قدر خون پر گیا تھا کہ جنم پر صرف پہ یاں اور ھمال رہ گئی تھی مسلسل مرض اور درد سے مراجع چڑھتا ہو گیا تھا۔ اس بیماری سے سارے گھروالے پریشان تھے۔ پورا جسم اس طرح ستر گیا تھا کہ ایک جگہ پر پا ہجھے سے دوسری جگہ سے مواد لکھنے لگتا تھا۔ اتفاق سے اس زمانہ میں شہر نہیں بیس و باکی بیماری پھیل گئی تھی یہ لوگ وبا کے خوف سے دوسرے گاؤں چلے گئے تھے۔ وہاں آقا یوسف نامی ایک حاذق طبیب تھا اس کو دکھا یا گیا۔ دریتک دیکھنے کے بعد اس نے سرگوشی میں ملین کے خالو حاجی مرتضی عبد الوہاب سے پوچھا۔ جس سے اندازہ ہو کیا کہ یہ طبیب حاذق بھی اس مرض کے علاج سے ماریں ہے۔ اس کے بعد گھر والوں کی مایوسی میں اور اضافہ ہو گیا۔ دل اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ اسی دوران پر ہے چلا کہ ایک گاؤں میں مرتضی الطالب نامی نہایت ہی متک اور پہنچا رکھنے ہے اس کے پاس حضرت امام عصر علیہ السلام کی خدمت میں ارسال کرنے کے لئے ایک علیفہ اور استغاثہ ہے۔ یہ علیفہ سریع الاثر ہے اور تیرہ بیفہ ہے۔ ملین کی والدہ اس مرتضی الطالب کے پاس آئیں اور اپنے فرزند کی شفا کے لئے اس سے علیفہ لکھنے کی درخواست کی۔ جمعہ کے دن اس نے وہ علیفہ لکھ دیا۔ والدہ اس علیفہ کو لیکر ایک کوئی نہیں کے پاس آئی تاکہ اس میں علیفہ ڈال دیں۔ والدہ نے علیفہ ڈال دیا مگر وہ متعلق رہا۔ مرتضی کو درخواست کی۔ جمعہ کے دن اس نے وہ علیفہ لکھ دیا۔ ملین کے بھائی نے رات میں خواب میں دیکھا کہ امام عصر علیہ السلام تشریف لائے ہیں ان کے دست مبارک میں ایک نیزہ ہے اس کو اکھنوں نے میرے بھائی کے پہلو پر کھا اور فرمایا۔ اٹھو اور اپنے خالو کا استقبال کرو (خالو بہت دنور سے سفر برقرار ہے ان کی کوئی خوبی نہیں تھی ان کے بارے میں لوگ بہت زیادہ پریشان تھے) میرا بھائی اٹھا اور دروازے تک خالو کے استقبال کے لئے گیا۔ اس خواب کے بعد ملین کے بھائی کی آنکھ کھل گئی۔ صحیح کا وقت ہے۔ مگر میں سب سورہ ہے میں فوراً ملین کے پاس آیا اور اس کو سپار کیا۔ بھائی اٹھو تم کو امام عصر علیہ السلام نے شفا دے دی میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اعتماد کیا۔ وہ بھائی جو جرات تک زیادہ پر قدم نہیں رکھ سکتا تھا وہ اس وقت باقاعدہ پورے گھر میں چل رہا ہے پورے بدن میں مرض کا کہیں نام نہیں تھا۔

وہ علیفہ اور استغاثہ ہے:

**لِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - تَوْسِيلُتُ الْيُكَ يَا أَيُّهَا الْفَاسِمُوْمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلَى بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلَى بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلَى بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلَى بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ  
وَالصِّرَاطُ الصَّلِيقُ وَعِصْمَةُ الْمَدْحُورِ يَا مُؤْلِكُ سَيِّدَةِ نِسَاءِ  
الْعَالَمِينَ وَيَا بَارِكَ الطَّاهِرِيْنَ وَيَا مُهَمَّهَا تَلَكَ الطَّاهِرَاتِ  
يُلِسِّينَ وَالْقُرَآنَ الْحَكِيمَ وَالْجَيْرَ وَتَعْظِيمُ وَحَقِيقَتِهِ الْإِيمَانَ  
وَدُورُ النُّورِ وَكِتابُ مَسْطَقُرِ رَأْيٍ تَلْكُونَ سَمِيعِي إِلَيْهِ تَعَالَى فِي  
الحاجَةِ - افلاَن - او هلال، فلاں بن فلاں۔**

(فلان کی جگہ اپنی حاجت بیان کرے)

اس علیفہ کو پاکیزہ میں میں اکھر کر آب جاری کا کنویں میں ڈال دے اور اس وقت عثمان بن سعید اور محمد بن عثمان (یہ بزرگ مرتبہ حضرات امام عصر علیہ السلام کے پہنچے اور دوسرے نائب خاص ہیں اور لوگوں کے مسائل حضرت ولی عصر علیہ السلام



# الغِيَاثُ الْعَيَّاشُ

يا صاحب الزمان الغياث الغياث  
ملت کے پاس بان الغياث الغياث

اے سرور حیات ترا انتظر سارہے  
سلطان کائنات ترا انتظر سارہے  
اے باعث نجات ترا انتظر سارہے

الآن الآن الغياث الغياث

يا صاحب الزمان الغياث الغياث

پورش ہے ہر طرف سے ظلم و جہول کی  
قدریں مثار ہے ہیں فرعون و اصول کی  
آفت تیں ہے گھری ہوئی آمت رسول کی

احسان احسان الغياث الغياث

يا صاحب الزمان الغياث الغياث

کعبے کا اور نہ گنبدِ خضرا کا پاس ہے  
واحسرتا بقیع میں خوف و ہراس ہے  
چھائی تمام مسجد اقصی میں یاس ہے

ایمان ایمان الغياث الغياث

يا صاحب الزمان الغياث الغياث

دنیا ہے ظلم و جور سے یکسر بھری ہوئی  
اوازِ حق ہے سارے جہاں میں دلی ہوئی  
بہر ظہور آج فرض ہے بنی ہوئی

فیضان فیضان الغياث الغياث

يا صاحب الزمان الغياث الغياث

ہاتھوں میں اپنے بزم جہساں کا نظام لے  
اب ذوالفقار حیدر صفر سے کام لے  
آپنے جسد کا ظالموں سے انتقام لے

اعلان اعلان الغياث الغياث

يا صاحب الزمان الغياث الغياث

# دعا برائے رفع غم و آندوہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِلَهِي عَظُمَ الْبَلَاءُ وَبَرَحَ الْخَفَاءُ وَانْكَشَفَ الْغُطَاءُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ وَضَاقَتِ الْأَرْضُ  
وَمَنْعَتِ السَّمَاءُ وَانْتَسَعَ الْمُسْتَعَانُ وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكَى وَعَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِي الشِّدَّةِ  
وَالرَّحَاءُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أَوْلَى الْأَمْرِ الَّذِينَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ  
وَعَرَفْتَنَا بِذِلِّكَ مَنْزِلَتَهُمْ فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجَّا عِلْمًا قَرِيبًا كَلْمَحَ البَصَرِ وَهُوَ  
أَقْرَبُ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلَى يَا عَلَى يَا مُحَمَّدًا كَفِيَانِي فَإِنَّكُمْ مَا كَانَ فِيَانَ وَانْصُرَانِي  
فَإِنَّكُمْ مَا نَاصَرَانِ يَا مُولَانَا يَا صَاحِبَ الرِّزْمَانِ الْغَوْثَ الْغَوْثَ  
أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي السَّاعَةَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ  
يَا أَرْحَمَ الْرَّاحِمِينَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ.

اے میرے معبود! ازمایش سخت دشوار ہو گئی، پوشیدہ عیوب ظاہر ہو گئے، چھپے ہوئے رازوں سے پردے ہٹ چکے ہیں، ساری امیدیں منقطع ہو چکی ہیں، عرصہ گئی تینگ ہو چکا ہے، آسمان جبس کر دیا گیا ہے اور تو ہی اس قابل ہے کہ تجوہ سے مدد طلب کی جائے اور تیری بارگاہ میں فریاد لیکر آتے ہیں اور تجوہ ہی پر بھروسہ ہے، سختیوں میں اور آسائش کے دنوں میں۔ خدا یا رحمتیں نازل فرمائے محمد اور ان کی آل پاک پر جو ایسے صاحبان امر ہیں جن کی اطاعت و پیروی تو نے ہم پر فرض قرار دیا ہے اور اس وسیلے سے تو نے ان کے مرتبہ سے روشن اس کریا پس تجوہ انجین کے حق کا واسطہ! ہمیں کشادگی عطا فرما، ایسی کشادگی جو جلد اور قریب ہو، پلک جھکنے کی طرح یا اس سے بھی زیادہ قریب، اے محمد! اے علی! اے علی! اے محمد! ہم سے رنج و بلا کو دور کیجئے بیشک آپ دونوں رنج و بلا کو دور کرنے والے ہیں اور ہماری نصرت کیجئے۔ کیونکہ آپ دونوں مدد کرنے والے ہیں۔ اے ہمارے آقا! اے زمانے کے حاکم فریاد، فریاد، فریاد، سنبھالے سنبھالتے، یہی وقت ہے یہی وقت ہے یہی وقت ہے، جلدی کیجئے جلدی کیجئے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے محمد اور ان کی آل پاک کے حق کا واسطہ۔

توجہ: قارئین کرام! المتنظر کا نیا پوسٹ بس نمبر ۱۹۸۲۲ ایڈیشن نمبر ۵... ۱۹۸۳۲ ایڈیشن نشن کریں۔ آئندہ

اسی پوسٹ بس نمبر پر خطوط ارسال فرمائیں۔

ایسوسی ایشن آف امام مہدی ع پوسٹ بس نمبر ۱۹۸۲۲ ایڈیشن نمبر ۵